بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا
(پ ۲۲ ع ۳)
راہِ ایمان
دیباچہ
ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ
از حضرت مولانا
ابوالحسّان محمّد رمضان علی مدظلہ قادری
پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۸/۷۔ کراچی

نام کتاب ________ راہِ ایمان

ترتیب و پیشکش ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

| تاریخ اشاعت | تعداد |
|---|---|
| رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ اکتوبر ۲۰۰۴ء | ۲۲۰۰ |

2185

مطبع

الافضل گرافکس

۱۶۶۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی۔ فون ۲۶۲۹۹۰۵

e.mail:arfeen@cyber.net.pk

# فہرست

نجدی سعودیہ کی شایع کردہ

# تفسیرِ قرآن

کے نام سے

تحریف قرآن کی وضاحت

اور

# نجدیہ سعودیہ وہابیہ کا مختصر تعارف

# انتباہ

نجدیہ سعودیہ کی شایع کردہ تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنے والے اپنا دین وایمان بچانے کی خاطر مندرجہ ذیل تنبیہہ پر غور کرلیں۔ جو حدیث شریف کی کتاب "صحیح مسلم جلد اوّل صلا" پر درج ہے۔ "عن محمّد بن سیرین قال انّ ھٰذا العلم دینٌ فانظروا عن من تاخذون دینکم۔"

"حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔ یہ علم "دین" ہے۔ پس یہ دیکھ لو (غور کرلو) کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔"

اس کا بیان کرنے والا یعنی لکھنے والا کون ہے؟ کیسا ہے؟

# قرآن مجید

انسان کی دینی اور دُنیوی زندگیوں کا دستور العمل ہے، نسخۂ کیمیاء ہے۔ بیماروں کی شفا، تندرستوں کا ذریعۂ بقا، گمراہوں کا رہنما ہے ہر مُسلمان کے دِل میں جذبہ ہے کہ اسے سمجھے، ہر مومن کے دل میں تڑپ ہے کہ اس فرمان تک کی رسائی ہو۔ علماء حق نے قرآن کی تفسیریں لکھیں تاکہ کم تعلیم یافتہ مُسلمانوں کی رہنمائی ہو۔ مگر عُلماء سُوء نے مُسلمانوں کے اس صحیح جذبہ سے غلط فائدہ اُٹھایا کہ اپنے خیالاتِ فاسدہ کو تفسیری رنگ میں ظاہر کیا۔ قادیانی مرزائی مرزا غلام کذّاب کی نبوّت کا مقصد لے کر مُفسّر بنے۔ چکڑالوی اپنے مذہب نامہذّب کی اشاعت تفسیر کی آڑ میں کرنے لگے۔ بعض نے ولایتی عینک سے قرآن پاک کو دیکھا اور تفسیر کے نام پر الحاد پھیلانے لگے۔ بعض لوگوں نے شیطانی دل و دماغ سے اسے سمجھا کہ خود قرآن کریم سے صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین نکالنے لگے۔ شیطانی توحید کو ایمانی توحید بنا کر خلق کے سامنے پیش کرنے لگے۔

آج کل ہر بدمذہب نے ترجمہ قرآن کو اپنے لئے آڑ بنایا ہے جگہ جگہ

مسجدوں میں قرآنی ترجمے کے درس کے بہانے مسلمانوں کو بہکایا بھٹکایا جا رہا ہے۔ جاہل اُردو خواں جسے استنجا کرنے کی تمیز نہیں مُفسّرِ قرآن بنا ہوا ہے۔ نئے نئے معنے نئی نئی تفسیریں۔ نئے نئے بیان نئی نئی تحریریں، نئے نئے نظریے رنگ برنگ تقریریں ہر سُو بکھیری جا رہی ہیں۔ نئے نئے فرقے ایجاد کئے جا رہے ہیں۔ نئے نئے فتنے برپا کئے جا رہے ہیں' نئے نئے مسائل کھڑے کئے جا رہے ہیں۔ آزادیِ حقوق انسانی کے نام پر آزادئ تقریر و تحریر کی آڑ میں قرآن کی آیات پڑھ کر جو چاہے کہتا ہے جو جی چاہے لکھتا چلا جاتا ہے۔ اک اندھیر ہے جو مچایا جا رہا ہے۔ قرآن کے نام پر مادر پدر آزادی کا کھیل ہے جو رچایا جا رہا ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اگر علماءِ حق ان کی ان جہالت و گمراہی کی کارستانیوں پر اعتراض کریں، ان کی گمراہیوں کو ظاہر کریں، اصل تعلیماتِ قرآن بتائیں تو یہ ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں کہ دیکھو جی یہ ہمیں ہمارے حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فرقہ واریت برپا کر رہے ہیں۔ فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

# لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

قرآن میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے" ظالموں پر اللہ کی لعنت"

ظلم کے معنے ہیں" وضع الشئی فی غیر محلہ"۔ صحیح کو غلط، غلط کو صحیح کہنا،

بتانا، لکھنا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور احکام کو بدلنا۔ اپنی طرف سے معنوں کو تبدیل کرنا، اس میں کمی بیشی کرنا۔ آیت جس کے بارے میں ہو اس کو کسی اور کے بارے میں بتانا یہ ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالم۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں خوارج اور منافقین ایسا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ "کان ابنِ عُمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ اٰیات نزلت فی الکفار فجعلوا علی المومنین ط"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔" (صحیح بخاری صہ ۱۰۲۴ جلد ۲)

آج کے دور میں خوارج الاصل نجدی وہابی بھی اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں کہ یہ لوگ بھی قرآن کے معنی مفہوم بگاڑتے ہیں، بدلتے ہیں آیات قرآن میں تحریف کرتے ہیں۔ جو آیات بتوں اور مشرکین کفار کی تردید اور مذمت میں نازل ہوئیں وہ آیات انبیاء، اولیاء اور مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ بتوں کی جگہ انبیاء اور اولیاء کو مراد لیتے ہیں اور مشرکین و کفار کی جگہ مسلمانوں کو شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کے ترجمے اور تفسیریں تحریف کر کے طبع کرتے ہیں۔ مفت تقسیم کرتے ہیں۔ پڑھنے سننے والے آیات کے شانِ نزول سے لاعلم ہوتے ہیں کہ یہ آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کے اصل مصداق کون ہیں،

وہی غلط معنے صحیح سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں۔ اس طرح ترجمہ قرآن، تفسیر قرآن کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے خوارج کے پیروکار ہیں اشرار خلق اللہ ہیں۔ ظالم ہیں بحکم قرآن ملعون ہیں۔ جب علماء حق نجدیہ وہابیہ کی تردید کرتے ہیں۔ ان کے خیالاتِ فاسدہ و عقائد باطلہ کو قرآن وحدیث کی رُو سے خلاف قرآن وحدیث ثابت کرتے ہیں۔ اور تاریخی حقائق سے ان کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ تو یہ لوگ اپنے ناپاک وشرمناک عقائد وکردار پر شرمسار ونادم ہونے کے بجائے آتش زیرِ پا ہوکر علماء حق کے خلاف بدزبانی و بداخلاقی پر اُتر آتے ہیں۔ اور بس چلے تو جانی ومالی نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

## مذہب نجدیہ وہابیہ کی بنیاد تحریفِ قرآن و حدیث پر قائم ہے

چونکہ وہابی خارجی الاصل ہیں اس لئے ان کے خمیر میں ہی تحریف قرآن اور توہینِ رسالت کا عنصر شامل ہے۔ جہالت وشرارت اور قساوت قلبی ان کی علاماتِ مخصوصہ ہیں۔

جس طرح ابو الخوارج "ہرقوص بن زہیر" نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو رسول اللہ ﷺ مانتے ہوئے بھی حضور کو عدل وانصاف کے ساتھ مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا وعظ

سُنا کر توہینِ رسالت کا بدترین مظاہرہ کیا تھا۔ اسی طرح نجدی وہابی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "رسول اللہ" ماننے کا اعلان بھی کرتے ہیں اور حضور کے فضائل و کمالات اور خداداد اعلیٰ معجزانہ صفات کا انکار کرتے اور توہینِ رسالت کا بدترین مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ جس طرح خارجیوں نے آیتِ قرآن مجید "اِن الحکم الا للّٰہ" اور دوسری آیات کے معنے اور مفہوم کو بگاڑ کر تحریفِ قرآن کر کے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سارے مسلمانوں کو مشرک اور کافر ٹھہرایا تھا۔ اسی طرح وہابی بھی قرآن اور حدیث میں تحریف کر کے سارے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ جس طرح خارجیوں نے حضرت علی مرتضیٰ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خلاف تلوار اُٹھالی اور جنگ کی تھی اسی طرح نجدیوں وہابیوں نے بھی سارے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی، جنگ کی ہے۔

نجد و حجاز (مکہ مکرمہ مدینہ منورہ) اور کربلاءِ معلّٰی وغیرہ کے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا اور ان کے مال و اموال کو بے دریغ لوٹ لیا۔ ان کے یہ ظالمانہ، جارحانہ سیاہ کارنامے کتبِ تواریخ میں محفوظ ہیں۔ ابنِ عبدالوہاب نجدی نے قرآن و حدیث میں تحریف کر کے

## مسلمانوں کے قتلِ عام اور اُنکے اموال لوٹنے کا فتویٰ دیا

چنانچہ وہ لکھتا ہے "وعرفت ان اقرارھم بتوحید الربوبیت لم

ید خلھم فی الاسلام وان قصدھم الملائکۃ والانبیاء والاولیاً یریدون شفاعتھم والتقرب الی اللہ بذالک ھوالذی احل دماءھم واموالھم"۔

''اور تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کا توحید کو مان لینا انہیں اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان لوگوں کا ملائکہ، انبیاء اور اولیاء سے شفاعت طلب کرنا اور ان کی تعظیم سے اللہ کا قرب چاہنا ہی وہ سبب ہے جس نے ان کا قتل اور ان کے اموال لوٹنے کو جائز کر دیا ہے'' (کشف الشبہات صفحہ ۲۰-۲۱ مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی متوفی سنہ ۱۲۰۶ھ منقول از تاریخ نجد و حجاز)

نجدی وہابی اسی طرح قرآن مجید کی آیات اور حدیث شریف کی روایات کے واضح ارشادات کو رد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و صفات کا انکار کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کے منکر ہیں۔ حضور کے حیات ہونے کو نہیں مانتے، حضور کے علم غیب کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ وفات کے بعد ان میں جان کی رمق تک باقی نہ رہی۔ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی جواب دے سکتے ہیں۔ اُمت کے احوال و حالات سے مطلقاً بے خبر ہیں۔ ان پر اُمت کے اعمال و احوال پیش نہیں ہوتے، حضور تو یہ تک نہیں جانتے کہ آیندہ اُن کو کیا کیا اُمور پیش آنے ہیں۔ حضور کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ حضور کو اپنی جان کے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں ہے۔ ان کے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں، بالکل خالی ہاتھ ہیں تو کسی

کو کیا دے سکتے ہیں؟ ان کو کسی چیز کا اختیار حاصل نہیں اور نہ ہی ان کو کچھ قدرتِ تصرف حاصل ہے۔ حضور عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ ان کو محض یہ فضیلت تھی کہ "نبی اللہ" تھے۔ اس حیثیت سے ان کو اللہ کا کلام اور پیغام مخلوق تک پہنچانے کی فضیلت تھی سو اللہ کا کلام اور پیغام پہنچا کر وفات پا گئے۔ وفات کے بعد ان سے کچھ فائدہ باقی نہیں رہ گیا۔ حضور سے توسل و استمداد شرک ہے۔ یا رسول اللہ کہہ کر ندا کرنا شرک ہے۔ ان کو شفیع، حامی، مددگار، جاننا، ماننا شرک ہے۔ محبوبانِ خدا اولیاء اللہ کے ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز شرک ہے۔ انبیاء و اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری اور ان سے فیوض و برکات حاصل ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ المختصر! نجدیہ وہابیہ کے مذہب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری و زیارت کے لئے سفر کرنا بھی شرک ہے۔

## ابنِ عبدالوہاب نجدی کے مذہب نامہذب کا خلاصہ

اس کی تصنیف "کتاب التوحید" میں ملاحظہ ہو۔ خود لکھتا ہے "یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے جو کام "قبر پرستی کا کیا وہ بہترین عبادت ہے پس جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام کیا اس کا اعتقاد رکھا حالانکہ یہ ایسا صریح کفر ہے جس سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے۔" (ص ۲)

نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر لکھتا ہے "قبہ پرستی، قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، توسل غیر اللہ اور نداء و دعا اولیاء اللہ یہ سب شرعاً حرام و ناجائز امور ہیں اور بعض بعض سے زیادہ برے اور قابل ملامت۔ ان میں سے بعض صریح شرک ہیں جیسے نداء غیر اللہ وغیرہ وغیرہ۔" قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک ظلم یہ کیا کہ مسلمانوں پر بہتان باندھا کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں، کہ قبر پرستی بہترین عبادت ہے۔ حالانکہ کوئی مسلمان یہ اعتقاد نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی قبروں کی عبادت کرتا ہے۔ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کو معبود برحق جانتا مانتا ہے۔ غیر اللہ کی عبادت کو شرک و کفر قرار دیتا ہے۔ دوسرا ظلم اس نے اس فتویٰ میں یہ کیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہونے ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں عرض کرنے اور ان محبوبان خدا سے طلب شفاعت کرنے، ان کی خدمت میں ایصال ثواب کے لئے نذر و نیاز دینے کو قبر پرستی۔ قبہ پرستی قرار دے کر سب امور کو شرعاً حرام و ناجائز اور شرک صریح ٹھہرا کر سب مسلمانوں کو صریحاً کافر قرار دے کر ان کے قتل عام اور ان کے اموال لوٹ لینے کو شرعاً حلال یعنی جائز ہونے کا حکم صادر کر دیا اور سب سے بڑا ظلم اس شقی ازلی قرن الشیطان نے یہ کیا کہ اپنے اس شیطانی فتوے کو بلا دلیل و ثبوت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا حکم کہہ کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ کر قرآن و حدیث میں تحریف کا مرتکب ہوا۔ فلعنۃ اللہ علی الظالمین۔ الغرض قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی

کا یہ فتویٰ سراسر غلط، بے بنیاد اور قطعاً مردود ہے۔ آیندہ مضمون میں ان تمام امور کو بہ دلائل قاہرہ قرآن و حدیث جائز مستحب اور سنت ہونا ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

•

# توحید کی تعریف

اللہ عزوجل اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ وہی خالق کل شیٔ، مدبر الامور، متصرف حقیقی فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ حقیقی فاعل و مؤثر بالذات ہے۔ لا متحرک ذرۃ الا باذن اللہ اس کے ارادہ و مشیت کو بدلنے والا کوئی نہیں، اس کے اذن کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا مخلوق میں سے کسی کو اس کے ساتھ کسی معاملہ میں بھی اشتراک نہیں ہے تمام قدرتیں تمام قوتیں، سارے اختیارات بالذات مستقلاً اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس کو کسی مشیر یا مددگار کی قطعاً احتیاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا۔ اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و

پرستش کی جائے۔ جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے۔ صفات بھی
قدیم ازلی ابدی ہیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بیوی جو اسے
باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لئے بیوی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے
گمراہ بددین ہے۔

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں توحید کا مکمل بیان ہے یعنی اس بات کا
زبان سے اقرار اور دل سے یقین کرنا کہ سچا معبود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہ کی تشریح میں حضرت علامہ علی قاری محدث علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ (لا الٰہ) لا ھی النافیۃ للجنس علی تنقیص
علی نفی کلّ فرد من افرادہٖ (الّا اللّٰہ) قیل خبرُ۔لا۔ والحقّ انّہٗ محذوف
والاحسن فیہ لا الٰہ معبودٌ بالحقّ فی الوجود۔ الا اللّٰہ۔ وبکون الجلالۃ
اسما للذات المُستجمع لکمال الصفات وعلما للمعبود بالحقّ قیل لو بُدّلَ
بالرحمان لا یصحّ بہٖ التوحیدُ المُطلَقُ ثُمّ قیل التوحید ھو الحکم
بوحدانیّۃ منعوتا بالتنزّہ عمّا یُشابِہُہٗ اعتمادا فقولا وعملا فیقینا و
عرفانا فمشاھَدَۃ وعیانا فثبوتا ودواما۔"

ترجمہ: (لَآ اِلٰہَ) میں لا نفی جنس کلمہ ہے جو ہر فرد الٰہ کی نفی پر نص ہے اور
الّا اللّٰہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ "لا" کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے
اور احسن یہ ہے کہ ہستی میں کوئی "الٰہ" معبودِ برحق نہیں سوائے اللّٰہ کے کیونکہ
اسم "اللّٰہ" ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علم ہے۔ کہا گیا ہے

کہ اگر اس کی جگہ الرحمان لایا جائے تو توحید اس سے صحیح نہ ہو۔ پھر کہا گیا ہے
کہ توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے۔ اور اصطلاح میں
توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزّہ ثابت
کرنا اعتقاداً پھر قولاً وعملاً پھر یقیناً وعرفاناً پھر مشاہدۃً وعیاناً پھر ثبوتاً ودواماً۔"

# شرک کی تعریف

شرک وہی ہے جس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نے باطل کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے
سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا۔ تفسیر خازن میں ہے "مَنْ یُّشْرِكْ بِاللہِ" یعنی
یَجْعَلُ مَعَهُمْ شَرِيكًا غَيْرَهٗ"۔
شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک ٹھہرایا
جائے۔" شرح عقائد میں ہے "اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوهِيَّةِ
یعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما
لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ یعنی شرک کرنا یہ ہے کہ شریک کا ثابت کرنا الوہیت
میں یعنی وجوب وجود میں جیسے کہ مجوس کرتے ہیں۔ یا بمعنی استحقاق عبادۃ میں
جیسے کہ بت پرست کرتے ہیں۔" کذا فی شرح الفقہ الاکبر۔ حضرت شیخ المحققین،
عبد الحق محدث دہلوی قدّسنا اللہ باسرارہ العزیز۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں
فرماتے ہیں: "بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت"۔
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقتہً خالق جانے۔ تیسرے یہ کہ غیر اللہ کی عبادت کرے یا اللہ کے سوا کسی کو مستحق عبادت سمجھے:

معلوم ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات وصفات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے اور فقط وہی عبادت کے لائق ہے اور حقیقتاً وہی خالق ہے پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ذات وصفات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات جانے یا اسے حقیقتہً خالق جانے یا مستحق عبادت سمجھے تو وہ مشرک ہے۔

مثلاً آریہ جو اللہ کے سوا "روح اور مادہ" کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور خالق سے بے نیاز جانتے ہیں مشرک ہیں اور مثلاً ستارہ پرست کہ تغیرات عالم کو تاثیر کواکب سے جانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ستارے اپنی تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں پس یہ بھی مشرک ہیں۔ یا بت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت اور ان کی عبادت کرتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں۔ لیکن جو لوگ اشیاء کو اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود مانتے اور ان کی تاثیرات وصفات کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں وہ کسی طرح مشرک نہیں ٹھہرتے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں واجب الوجود ازلی۔ ابدی۔ مستقل۔ غیر متغیر۔ قائم بالذات۔ خالق ومالک حقیقی۔ غنی من الغیر۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ پس اگر کوئی شخص غیر اللہ کے لئے کوئی بھی صفت ذاتی

قدیم، مستقل، غیر متغیر ثابت کرے۔ جاننے ماننے اور اس سے عطاءِ الٰہی کے بغیر کسی صفت سے متصف تسلیم کرے تو وہ یقیناً مشرک ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے مسلّمہ عقیدہ کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے ذرہ بھر قدرت، یا اختیار یا علم ثابت کرنا اور تسلیم کرنا یا کسی بھی صفت کو ماننا اگر بالذات ہو تو شرک ہے لیکن غیر اللہ کے لئے کسی صفت کا اثبات بہ عطاءِ الٰہی ہرگز شرک نہیں جبکہ وہ صفت از روئے قرآن و حدیث اس کے لئے ثابت ہو حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین آثار کو اسباب کی طرف حقیقتاً منسوب کرتے ہیں اور انہیں مستقلاً بالذات مؤثر جانتے ہیں مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتے ہیں اور ان وسائل کے حجابات میں قادرِ مطلق کے دستِ قدرت کو دیکھتے ہیں اختیار بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں اور افعال و صفات اور تاثیرات کو اسباب و وسائل کی طرف مجازاً منسوب کرتے ہیں نہ کہ حقیقتاً۔ پھر اگر اس فرق و امتیاز کو تسلیم نہ کیا جائے تو انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے اور ایمان کی کوئی راہ ہی نہ رہے۔ پس مخلوق میں سے کسی کے لئے صفات و کمالات کو بہ عطاءِ الٰہی جاننا ہی "اللہ کی سی صفات اوروں کے لئے تسلیم یا ثابت کرنے کے حکم سے خارج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بالذات ہیں نہ کہ بالعطاء یعنی اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت یا کمال غیر سے حاصل شدہ ہیں۔ اس کا ہر کمال ذاتی اور غیر مکتسب ہے تو ثابت ہوا کہ کسی اور کے لئے صفات و کمالات بعطائے الٰہی تسلیم کرنا یا ثابت کرنا شرک نہیں۔ وھو المراد۔

اس کے برعکس نجدیہ وہابیہ کو قرآن وحدیث میں جو محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے توسل و ندا، استغاثہ واستمداد اور مزارات انبیاء و اولیاء سے حصول فیض و برکات اور حاجت روائی کے لئے ان سے توسل واستعانت کی واضح تعلیم دی گئی ہے۔ یہ سب کچھ شرک وکفر سجھائی دیتا ہے۔ تعزیرات وہابیہ نجدیہ کی رو سے قرآن وحدیث کی تعلیمات شرک وکفر میں داخل ہیں۔ دراصل ان کے دل ودماغ پر شیطان مسلط ہے اور اسی نے ان کو توحید رحمانی ایمانی سے نکال کر توحید شیطانی کے چکر میں ڈال رکھا ہے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے بھی ان کے جرائم کی پاداش میں ان سے حق و باطل میں تمیز کرنے کی استعداد وصلاحیت سلب کر لی تاکہ محبوبانِ خدا کی شان میں تنقیص وتوہین کرنے والے کہیں عذاب جہنم سے بچ نہ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " ثُمَّ لَا یعودون " یہ لوگ دین سے نکل جانے کے بعد دوبارہ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے یعنی ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہ دی جائے گی اور مرتے وقت تک ان کو توبہ کرنے کی توفیق حاصل نہ ہوگی۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔

## توحید دو قسم کی ہے

۱۔ **توحید اسلامی رحمانی** ۔ جو اللہ جل شانہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے قرآن و حدیث میں بیان فرمائی۔ یہی توحید ایمانی ہے۔ اسی پر ایمان کی بنیاد قائم ہے۔

**۲۔ توحید غیر اسلامی (شیطانی)** جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

توحید کی یہ دونوں قسمیں آغاز دنیا ہی میں ہوگئی تھیں۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ (پ ۱ الٓمّٓ ۔ رکوع ۴)

"اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ علم عمل سے افضل ہے کیونکہ عابد فرشتے آدم علیہ السلام کے آگے تعظیم کے لئے جھکے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ ملائکہ موحد تھے ان کی توحید مقبول و محبوب ہوئی کہ فرشتوں کی توحید اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق تھی۔ لہٰذا یہ توحید ایمانی رحمانی ہوئی۔ شیطان بھی موحد تھا، عابد و عالم بھی تھا۔ مشرک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی شیطان کو من المشرکین نہیں فرمایا "کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ" فرمایا ہے۔ لیکن شیطان کی توحید منکرانہ، متکبرانہ تھی۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین۔ اس لئے اس کی توحید شیطانی ہوئی۔ نامقبول اور مردود ہوئی کہ شیطان نے خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام

کے آگے تعظیم کے لئے جھکنے سے انکار کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عابد عالم بنا کر مارا۔ اوپر سے گرایا۔ تاکہ تاقیامت علماء صوفیا سمجھ لیں کہ نبی کی توہین بڑے بڑوں کا بیڑہ غرق کردیتی ہے۔ بارگاہِ نبوت بہت نازک ہے۔ تو ثابت ہوا کہ توحید وہی معتبر ہے جو احکامِ خدا اور رسول کے عین مطابق ہو جو اس کے خلاف عقیدہ توحید بیان کرتا ہے وہ توحید شیطانی کا حامل ہے۔ ابلیس کی طرح مردود ہے۔

نجدی وہابی توحید کا جھانسہ دے کر من گھڑت اصولوں کے تحت محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کے خداداد فضائل و صفات کا انکار کرتے قرآن و حدیث میں مذکورہ ارشادات کو نہیں مانتے۔ ان کی توحید شیطانی ہے، رحمانی نہیں ہے۔ یہ لوگ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کی خاطر قرآن و حدیث میں تحریف و تلبیس سے کام لیتے ہیں۔

تفسیر الصاوی علی الجلالین مطبوعہ مصر ص۲۵۵ زیر آیت ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ الآیہ تحریر ہے۔ وقیل ھٰذہ الآیۃ نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتاب والسنۃ و یستحلون بذالک دماء المسلمین واموالھم کما ھو مشاھد الآن فی خظائرھم وھم فرقۃ بارض الحجاز یقال لھم الوہابیۃ یحسبون انھم علی شئ الا انھم ھم الکاذبون استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان ھم الخاسرون نسال اللہ الکریم ان یقطع دابرھم۔

ترجمہ: ”علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ان خارجیوں کے بارے

میں نازل ہوئی ہے جو قرآن و حدیث کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں اور پھر اس تحریف کے ذریعے مسلمانوں کے خون بہانے اور مال و متاع لوٹ لینے کو جائز ٹھہراتے ہیں جیسا کہ ان ہی جیسے لوگوں سے اس زمانہ میں مشاہدہ میں آیا۔ یہ لوگ ارض حجاز میں ایک فرقہ ہیں جنہیں وہابی کہا جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ کی یاد سے بھلا دیا ہے یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دے۔"

## توحید وہی معتبر و مقبول ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ملی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، یہی توحید ایمان ہے اور ایمان اعمال کی اصل۔ تمام اعمالِ صالحہ کی مقبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے۔ اور عقیدہ توحید وہی صحیح ہے جو ارشادِ باری تعالیٰ عزاسمہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو۔ جس کا عقیدہ توحید صحیح و درست ہے اسی کے اعمال صالحہ مقبول ہیں اور انہی اعمال پر اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ و لنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون ٥

(پ ۱۴۔ ع ۱۹)

"جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مومن (مسلمان) تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا نیک دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں۔"

# سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ (پ ۳۰)

"تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی اور۔"

کافروں سے فرماؤ کہ ہماری توحید تمہارے کہنے سے مانیں یا مومنوں سے فرماؤ یا سارے انسانوں سے یا سارے جہان سے کیونکہ تم نبی عالمین ہو کہ نہ اللہ کے اجزاء ہیں نہ کوئی اس کا سہیم و شریک نہ اس کی مثل نہ ذات میں نہ صفات میں۔ کیونکہ وہ واجب ہے خالق ہے۔ باقی سب ممکن۔ مخلوق اور حادث۔ اس کے صفات ذاتی۔ قدیم۔ غیر محدود۔ مخلوق کے صفات عطائی (بہ عطاء الٰہی) حادث اور محدود ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب یا حاضر ناظر ماننا شرک نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہمسری نہیں جیسے انسان کو سمیع و بصیر وغیرہ ماننا شرک نہیں کہ انسان کو یہ صفات بعطاء الٰہی حاصل ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ (پ ۲۴ ع ۷) بیشک

اللہ ہی سُنتا اور دیکھتا ہے"۔ یعنی اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ تمام مخلوق ملائکہ جنات۔ انسانوں اور حیوانات وغیرہم سے سُننے اور دیکھنے کی نفی کی ہے۔ اور سُننے اور دیکھنے کی صفات خاص اللہ تعالیٰ کے لئے بیان فرمائی گئیں۔

اور اس کے برعکس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پ ۲۹ ع ۱۹)

"بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اسے جانچیں تو اسے دیکھتا سُنتا کر دیا"۔

اللہ جل شانہ نے خود کو سمیع و بصیر فرمایا اور انسان کو بھی سمیع و بصیر فرمایا۔ نجدیہ وہابیہ کے باطل مذہب کی رُو سے یہ شرک صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کے لئے تسلیم کیا جائے۔ عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کو قتل کرنا اور ان کے اموال کو لوٹ لینا جائز بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کی وجہ سے وہ مسلمان نہ رہے مشرک کافر ہوگئے۔ تو کیا اللہ جل شانہ نے بقول وہابیہ خود بھی شرک کا ارتکاب کیا اور قرآن مجید میں بھی شرک کی تعلیم مخلوق کو دی ہے۔ نعوذ باللہ من ھفوات الوہابیۃ النجدیۃ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذہب نجدیہ ہی شیطانی مذہب ہے۔ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کی شیطانی توحید کو ماننے والے نجدی وہابی قرآن و حدیث کے منکر مخالف اسلام ہیں۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب

دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت مرحومہ کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا ہے یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ الحدیث (مسلم جلد اول ص ۳۴۱)

"وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔"

ایک روایت میں ہے۔ یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان یمرقون من الاسلام لما یمرق السھم من الرمیۃ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۲)

"وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں سے تعرض نہیں کریں گے اور وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے۔" اور صحیح بخاری جلد دوم ص ۶۲۳ میں ان کی یہ علامت بھی ارشاد فرمائی۔

"یتلون کتاب اللہ رطبا لا تجاوز حناجرھم" اور صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۱ میں ہے۔ یتلون کتاب اللہ لینًا رطبًا۔ الحدیث۔ اس کے تحت حضرت امام نووی رحمۃ اللہ شارح مسلم فرماتے ہیں وھناہ سھلا لکثرۃ حفظھم وقیل لینًا ای یلوون السنتھم بہ ای یحرفون معانیہ وتاویلہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے۔ اور کثرت سے حافظ قرآن ہوں گے۔ نیز یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے اور

غلط مطلب نکالیں گے۔" نجدی وہابیوں میں یہ تمام علامات پوری طرح
پائی جاتی ہیں۔ ان کے کردار و عمل سے واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن
کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبردار کر کے فرمایا" ایاکم
وایاھم۔ تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے نزدیک نہ آنے دینا کہ کہیں یہ
تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

## نجدیہ وہابیہ کے تحریف قرآن کے طریقے اور چند نمونے

ملاحظہ ہوں:۔ چونکہ مذہب نجدیہ وہابیہ کے مذہب کی بنا ہی حتی الامکان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف مٹانے۔ فضائل کے انکار اور محبوبان
خدا جل وعلا و علیہم الصلوٰۃ والثنا کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے۔ اس
لئے یہ فرقہ ضالہ آیات قرآن۔ والفاظ کے معانی ومفاہیم کو بدلنے، بگاڑنے کے
لئے، نسبت ذاتی وعطائی میں فرق نہیں کرتا۔ فضائل کی آیات سے آنکھیں
بند اور نفی کی آیتوں پر ایمان۔ اثبات کی آیتوں سے انکار پر قائم ہے اہل علم
بخوبی جانتے ہیں کہ ایک لفظ جب مختلف ذوات (ہستیوں) کے لئے استعمال
ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس کا معنیٰ ایک ہی ہو بلکہ بعض دفعہ "محل" بدلنے
سے معنیٰ میں بھی فرق آجاتا ہے اور ایک ہی لفظ کے معنے نسبت بدل جانے
سے بدل جاتے ہیں اس کے علاوہ صفات ذاتی وعطائی کے لحاظ سے بھی معنی
واحکام بدل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی، واجب، قدیم، غیر مخلوق

غیرمحدود مستقل ہیں۔ مخلوق کی صفات عطائی غیرواجب ممکن حادث مخلوق محدود غیرمستقل ہیں جو چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ اُسے غیر کے لئے بعطائے الٰہی ماننا کبھی شرک نہیں ہوسکتا۔ غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات ذاتی ہیں کسی کی عطا سے نہیں۔ مثلاً وَاِنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ (پ ۱۸۔ ع ۸) اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے۔ اور لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ (پ۱۱ ع ۵)

”بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان“

مہربان اللہ تعالیٰ کی صفت رؤف رحیم ذاتی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رؤف رحیم۔ عطائی۔ بعطائے الٰہی۔ اور مثلاً۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۱۸ ع ۱۱) ”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اور قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ۔ (پ۶ ع ۷) ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا“ ای محمد ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر جلالین) اللہ تعالیٰ نور ہے۔ بالذات۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ بعطائے الٰہی۔ اور مثلاً ”اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ؕ“ پ۱۷ ع ۹) ”بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے اور وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (پ۲ ع ۱)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ۔ اللہ تعالیٰ شہید بالذات ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید بعطائے الٰہی نیز اللہ جل شانہ فرماتا ہے ۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (پ ۲۲ ع ۲) "اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی" اللہ تعالیٰ نعمت دیتا ہے بالذات ۔ اس کا محبوب رسول نعمت دیتا ہے بعطائے الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وجل شانہ وعم نوالہ ۔

نیز فرمایا ۔ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (پ ۱۰ ع ۱۶) "اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا" اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی فرماتا ہے ۔ بالذات ۔ رسول اللہ اپنے فضل سے غنی فرماتے ہیں ۔ بعطائے الٰہی جل شانہ و صلی اللہ علیہ وسلم ۔

اور مثلاً وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (پ ۱۸ ع ۱۲) "اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھلائے" وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (پ ۲۵ ع ٦) "اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتلاتے ہو" یعنی دین اسلام ۔ اللہ جل شانہ ہادی بالذات ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی بعطائے الٰہی ۔

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہ نے بنظرِ اختصار اتنی ہی ایسی آیات کریمہ نقل کرنے پر اکتفا کی ۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات بیان فرمایا ہے ۔ ورنہ مزید

ایسی آیات بھی نقل کی جا سکتی ہیں۔

؎ ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی
بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے!

جو نجدی وہابی اللہ کی کوئی صفت مخلوق کے لئے ماننے کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں وہ بنظر انصاف بتائیں کہ کیا اللہ بھی ان کے مذہب غیر مہذب میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک ہے اور قرآن میں بھی شرک و کفر بھرا ہے؟ یا وہ خود ہی منکر و محرّف قرآن ہیں۔

نجدی وہابیوں کی تحریف قرآن کو مزید واضح کرنے کے لئے ذیل میں چند مزید آیات مبارکہ درج کی جاتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ کی نسبت اور محل و اضافت بدل جانے سے معنے بدل جاتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (پ۱۹ ع۱۹)

"اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی"۔ (یعنی ان کے مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی) اور وہ غافل رہے"۔ کفار کے لئے لفظ مکر کے معنے اور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ مکر کے معنے اور ہیں مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ فاتحہ) "سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا"۔ یہاں رب سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ (پ۱۲ ع۱۴) یوسف علیہ السلام نے عرض کی۔ اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس

کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔" یہاں رب سے مراد اللہ ہے۔ اور
قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیٓ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ (پ ۱۲ ع ۱۳) یوسف علیہ السلام نے
زلیخا سے کہا، اللہ کی پناہ! وہ تو میرا رب ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔
یہاں "رب" سے مراد عزیز مصر ہے۔ بمعنے پرورش کنندہ۔ اور وَقَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ
اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنۡہُمَا اذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ (پ ۱۲ ع ۱۵)" اور یوسف (علیہ السلام) نے
ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس
میرا ذکر کرنا۔" یہاں رب سے مراد بادشاہ ہے۔ نسبتیں بدلنے سے ایک لفظ
رب کے معنے بدلتے گئے۔ اور مثلاً۔ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ
الصَّلٰوۃَ (پ الم ع ۱)" وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں۔" یہاں
صلوٰۃ سے مراد مخصوص عبادت نماز ہے فرمایا۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین
کتابا موقوتا "بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے"
اور لفظ الصلوٰۃ کے معنی دعا دینے تحسین و تبریک اور تعظیم کرنے کے بھی ہیں ارشاد
باری تعالیٰ ہے۔ وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ (پ ۱۱ ع ۲)
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بیشک تمہاری
دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔" نیز فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی
النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ (پ ۲۲ ع ۴)
"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب
بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ نیز

ارشاد ہے۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (پ۲ ع ۳)
"یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں اور رحمت"۔ صلوٰۃ کا لفظ
اللہ تعالیٰ کے لئے رحمت کاملہ فرمانے کے معنے میں ہیں ملائکہ کی اسناد میں
طلب رحمت و استغفار کے معنے میں ہے اور مومنین کے لئے لفظ صلوٰۃ درود
بھیجنے کے معنے میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے صلوٰۃ کا
لفظ ان کو نشو ونما دینے۔ بڑھانے کے معنے میں ہے۔ حدیث شریف میں سرکار دوعالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طعامٍ فَلْیُجِبْ
وان کان صائمًا فَلْیُصَلِّ (صحیح مسلم۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ) جب کسی کو کھانے پر
بلایا جائے تو اسے چاہیئے کہ قبول کرلے اگر روزہ دار ہے تو وہ ان کے لئے دعا کر
کے واپس چلے آئے"۔

المختصر قرآن و حدیث میں اس موضوع کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں لیکن
نجدیہ وہابیہ کو عظمت رسول و تعظیم رسول سے اتنی چڑ ہے کہ ان کو توہین رسول
میں توحید کی تکمیل دکھائی دیتی ہے۔ ان کے مذہب میں توحید الٰہی کا مطلب
توہین رسول ہے۔ یہ بدبخت توحید کی آڑ لے کر توحید کے بہانے سے جائز اور
مستحب امور کو بڑی ننقاوت اور سنگدلی کے ساتھ شرک شرک کی سنگباری
کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مشرک کافر ٹھہراتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف
کی آیات و روایات کے الفاظ کے معنی و مفاہیم بیان کرتے ہوئے، نسبتوں اور
صفات ذاتی و عطائی کے فرق میں کچھ امتیاز نہیں کرتے یہ وہی معنیٰ و مفہوم

نکال لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ معانی ومفاہیم کے بجائے ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان نے نکال لے اور بیان کئے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ خود گمراہ وملحد ہوکر دین اسلام سے نکل گئے۔ توحید اسلامی ایمانی سے منحرف ہوکر توحید غیر اسلامی شیطانی اختیار کرکے صراط مستقیم سے ہٹ گئے امت مرحومہ مسلمہ سے کٹ گئے۔ جہنمی گروہ بن گئے۔

اللہ جل شانہ فرماتا ہے " وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا پ۵ ع۱۴" اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

یاد رکھئے کہ سبیل المومنین یعنی صراط مستقیم وہی سیدھا راستہ ہے جو قرآن وحدیث نے دکھایا ہے۔ جس پر سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ ائمہ مفسرین۔ ائمہ محدثین۔ علماء راسخین، اولیاء صالحین، اور ان کے متبعین اہل سنت وجماعت سلف وخلف گامزن رہے ہیں اور تاحال گامزن ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے راستے ایجاد ہوئے اور مروج ہیں۔ قطعاً قرآن وحدیث کے مخالف کفر والحاد، بے دینی اور گمراہی کے راستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلط راستوں سے بچائے صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین۔

# نجدیہ وہابیہ کے طرز تحریف قرآن و حدیث کی وضاحت میں امام اہلسنت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

"جب خارجیوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان سے بغاوت کردی تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا۔ کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی؟ انہوں نے کہا واقعۂ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ "حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا زن و شوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔

دیکھو وہی طریقۂ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب امداد وغیرہ ہا میں ذاتی و عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوائے ایمان

اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔ اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہو گئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے امیرالمومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن رات تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیرالمومنین کو تو حضور عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے۔ باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا۔

امیرالمومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا۔ عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔ امیرالمومنین نے فرمایا۔ واللہ ان میں سے اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے۔ جب سب قتل ہو چکے۔ امیرالمومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ وطہارت و تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ رفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا اور اگر وہ نہ ہو تو تم نے بہترین اہل زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا۔ لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیرالمومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے اس کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں اور کچھ باپ کی پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا دوسرا سر اٹھائے گا حتّٰی یخرج اٰخرھم مع الدجال۔ یہاں تک کہ نجدیہ وہابیہ کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے نئے رنگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا۔ اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔ تحقرون صلاتکم عند صلاتھم وصیامکم عند صیامھم واعمالکم عند اعمالھم۔ "تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو"۔ یقرءون القرآن لا تجاوز حلوقھم قرآن پڑھیں گے۔ ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا یقولون من قول خیر البریہ۔ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یا من قول خیر البریہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سیماھم التحلیق ان کی یہ علامت ہے کہ ان میں سے اکثر مونڈے۔ مشمر الازر گھٹنی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر یہاں

تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں۔ اس وقت باز آیا۔ اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر سر منڈاتے ہیں اور گھٹنے پائنچے والے ہیں۔" (ملفوظات امام احمد رضا خان جلد اول ص ۲۶-۲۷)

نجدیہ وہابیہ کے تحریف قرآن و حدیث کرنے اور طریق مسلمین سبیل مومنین کے برعکس ابنِ عبدالوہاب نجدی کا مذہب نامہذب اختیار کر کے امت مسلمہ کو مشرک کافر قرار دینے اور مسلمانوں کے قتلِ عام اور اموال لوٹنے کو جائز قرار دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بدبخت صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔

# صراطِ مستقیم (سیدھی راہ)

سورۂ فاتحہ میں اللہ جل شانہٗ نے مومنوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ "ہم کو سیدھا راستہ چلا"۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ "راستہ ان کا جن پر تُو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا"۔

اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی۔ دوسرے یہ کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ گزرے اور اب بھی ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے۔ جسے رب ہدایت فرمادے وہ انشاء اللہ اس پر قائم

رہے گا۔ عارضی ہدایت والا بھٹک سکتا ہے۔ یاد رہے کہ دنیاوی عزت و مال مل جانا کامیابی نہیں۔ ہدایت ملنا اور نیک اعمال کی توفیق ملنا کامیابی ہے۔

## صراطِ مستقیم کی وضاحت

تفسیر جلالین میں ہے:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

ای ارشدنا الیہ ویبدل منہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ بالھدایۃ یعنی ہم کو صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف رہنمائی فرما۔ اور صراطِ مستقیم ان لوگوں کی راہ ہے جن کو تو نے ہدایت دے کر ان پر انعام کیا۔

کمالین میں ہے:۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اھدنا الصراط منعم علیھم وفائدتہ التوکید والاشعار۔ بان الصراط المستقیم بیانہ وتفسیرہ صراط المسلمین لیکون ذالک شھادۃ لہ لاستقامۃ علی ابلغ وجہ واکدہ ثم المراد بالذین انعمت علیھم۔ الانبیاء والملائکۃ والصدیقون والشھداء ومن اطاعہ عبدہٗ اخرجہ ابن الجریر عن ابنِ عباس۔

ترجمہ :۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ انعام یافتہ لوگوں کی راہ کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس امر کی تاکید کر دی جائے اور آگاہ کر دیا جائے کہ صراطِ مستقیم کا بیان اور اس کی تفسیر ”صراط المسلمین“ ہے۔ یعنی مسلمانوں کی راہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ تاکہ یہ بیان و تاکید اس راہ پر مکمل طور پر ثابت رہنے کے لئے گواہ ہو جائے۔ لہٰذا۔ اَلَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے انبیاء اور

ملائکہ اور صدیقین اور شہداء اور وہ لوگ مُراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کی۔ آیۃ مُبارکہ کی یہ تفسیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمائی ہے۔

تفسیر جلالین کے حاشیہ پر تفسیر جامع البیان میں ہے:۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ :۔ انبتنا علی الطریق الحق وھو دین اللہ او الاسلام۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ من الانبیاء والملئکۃ والصدیقین والشھداء والصالحین او قوم موسیٰ وعیسیٰ علیھما الصلوٰۃ والسلام قبل تغیر دینھم او آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وھو بدل الکل۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہم کو دینِ حق پر ثابت قائم رکھ اور وہ اللہ کا دین ہے یا اسلام۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔ انبیاء سے اور ملائکہ سے اور صدیقین سے اور شہداء سے اور صالحین سے یا قوم موسیٰ اور عیسیٰ سے علیہما الصلوٰۃ والسلام ان کے دین بگڑنے سے پہلے یا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب سے اور وہ سب کا بدل ہے۔

# اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی وضاحت قرآن مجید سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (پ ۵ ع ۶)

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ملنے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔
(تفسیر خزائن العرفان)

## صراط مستقیم کی پہچان

وعن عبد اللہ بن مسعود قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ وعن شمالہ وقال ھذا سبل علی کل سبیل منھا شیطان ید عواالیہ وقراء ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ الآیہ (احمد، نسائی، دارمی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کی (سیدھی) راہ ہے۔ پھر حضور نے اس لکیر کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچی۔ اور فرمایا یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے وہ بلاتا ہے اس راہ کی طرف پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ماانا علیہ واصحابی

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام)

"یقیناً بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک فرقے کے سب دوزخی۔ صحابہ نے پوچھا وہ ایک کون سا فرقہ ہے یارسول اللہ؟ فرمایا کہ وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

یعنی جس فرقہ کے عقائد و اصولِ اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ علیہم الرضوان کے مطابق ہو وہ جنتی ہے باقی سب فرقے بے دین جہنمی۔ فرقہ ناجیہ ہونے کے لئے حضور اور صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان سے واضح ہے کہ شاہراہِ اسلام، صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی سیدھی راہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی راہ ہے یہی راہ جنت میں لے جاتی ہے۔

ارشاد ہے۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (پ ۸ سورہ انعام رکوع ٦)۔

"اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو (جو اسلام کے خلاف ہوں) کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے"۔

نجدیہ وہابیہ! اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی راہ کو شرک و کفر صریح قرار دیتے ہیں۔ ان کے عقائد و اصولِ اعمال نہ صرف یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ علیہم الرضوان کے عقائد و اعمال کے خلاف ہیں، بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور ان کے قتل عام اور ان کے اموال لوٹ لینے کو جائز بلکہ واجب جانتے ہیں۔

نجدی تفسیر میں بھی ما انا علیہ واصحابی کے طریقے پر چلنے والے گروہ کو حق پر تسلیم کیا گیا ہے چنانچہ نجدی تفسیر کے ص۱۱۳۲ پر اسکی وضاحت اس طرح کی گئی ہے

پ ۲۱ - تفسیر نجدی ص۱۱۳۲ - سورہ الروم آیت نمبر ۳۱،۳۲ :

آیت مبارکہ : مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○

ترجمہ نجدی : (لوگو) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔ **تفسیر نجدی** : یعنی ہر فرقہ اور گروہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے باطل پر، اور جو سہارے انہوں نے تلاش کر رکھے ہیں جنکو وہ دلائل سے تعبیر کرتے ہیں ان پر خوش اور مطمئن ہیں۔ بدقسمتی سے ملتِ اسلامیہ کا بھی یہی حال ہوا کہ وہ بھی مختلف فرقوں میں بٹ گئی اور ان کا بھی ہر فرقہ زعم باطل میں

مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے حالانکہ حق پر صرف ایک ہی گروہ ہے جسکی پہچان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دی ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہوگا۔"

**تبصرہ:** مقدمہ کے بعد کتاب میں مندرجہ آیات قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے دوپہر کے روشن چمکتے سورج کے مانند یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اس ارشاد۔ ما انا علیہ واصحابی یعنی میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا۔ گروہ نجدیہ وہابیہ ہرگز نہیں ہے اس لئے کہ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہوئے۔ نجدی وہابی۔ ما انا علیہ واصحابی کے طریقے کو نہ مانتے ہیں اور نہ اس پر چلتے ہیں بلکہ اس کے برعکس۔ ما انا علیہ واصحابی کے طریقے کو شرک وکفر صریح قرار دیتے ہیں لہذا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی پہچان کی روشنی میں نجدی وہابی حق کی راہ میں مٹے ہوئے اور مذہب حق "اسلام" سے کٹے ہوئے ہیں۔ یہ جہنمی ہیں ملحد ہیں۔ جو خلاف اسلام اپنے غلط عقائد و نظریات کے اثبات کے لئے آیات الٰہی میں تحریف معنوی اور دجل و تلبیس سے کام لیتے ہیں۔

## یہی بات خود نجدی سعودی تفسیر سے ثابت ہے

چنانچہ۔ نجدی سعودی تفسیر قرآن کے صفحہ ۱۳۵۲ پر آیت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا (سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت ۴۰) کا ترجمہ لکھا ہے۔" بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ (کچھ) ہم سے مخفی نہیں۔" اسکی

تفسیر میں لکھا ہے "یعنی ان کو مانتے نہیں بلکہ ان سے اعراض، انحراف اور انکی تکذیب کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الحاد کے معنے کئے ہیں وضع الکلام علی غیر مواضعہ جسکی رُو سے اس میں وہ باطل فرقے بھی آجاتے ہیں جو اپنے غلط عقائد و نظریات کے اثبات کیلئے آیاتِ الٰہی میں تحریف معنوی اور دجل تلبیس سے کام لیتے ہیں یہ ملحدین (چاہے وہ کسی قسم کے ہوں) کے لئے سخت وعید ہے" ؏ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

# خارجیوں، نجدیوں، وہابیوں کی علامات

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قومٌ احداثُ الاسنان سفہاء الاحلام یقرُون القرآن لا یجاوز تراقیھم یقولون من قول خیر البریۃ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ وفی الباب عن علیؓ وابی سعیدٍ وابی ذرٍ ھٰذا حدیث حَسَنٌ صحیحٌ وقد روِیَ فی غیر ھٰذا الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصف ھٰؤُلاءِ القوم الذین یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ انما ھم الخوارج الحروریۃ وغیرھم من الخوارج ۔ (جامع ترمذی مترجم صہ۲۳ جلد دوم)

"حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہو گی جن کی عمریں کم ہوں گی

بے عقل ہوں گے، قرآن پاک پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، احادیث رسول پیش کریں گے، دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔" اس باب میں حضرت علی، ابو سعید، اور ابوذر رضی اللہ عنھم سے بھی روایات مذکور ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کے علاوہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں (خارجیوں) کے اوصاف منقول ہیں۔ وہ یہ کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں سے حروری اور دیگر خوارج مُراد ہیں۔"

(نوٹ:۔ خوارج کا ظہور ہر دور میں ہوا وہ مختلف ناموں سے ظاہر ہوئے اور تاقیامت ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جس طرح مشکوٰۃ شریف صہ ۳۰۹ میں اسی مضمون کی حدیث ہے اور اس میں "لا یزالون یخرجون" (وہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے) کے الفاظ ہیں۔

خوارج کی ایک علامت مشکوٰۃ شریف میں سر منڈانا بھی بیان کی گئی ہے۔ اس پر مشہور مؤرخ علامہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ علامت صراحتًا اس نجدی گروہ میں پائی جاتی ہے اور اس سے پہلے کے خارجیوں میں نہیں تھی۔" (الفتوحات الاسلامیہ جلد ۲ صہ ۲۶۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن سے آیا ہوا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ فجاء رجل کثّ

الاحیۃ مشرف الوجنتین غائر العینین ناتی الجبین محلوق الراس فقال اتق اللّٰہ یا محمد قال فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن یطع اللّٰہ ان عصیتہ ایامننی علی اھل الارض ولا تامنونی قال ثم ادبر الرجل فاستاذن رجل من القوم فی قتلہ یرون انہ خالد بن ولید فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من ضئضئی ھٰذا قوما یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد" (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۰)

"پس ایک شخص آیا اٹھی ہوئی گھنی داڑھی والا، بلند رخساروں، دھنسی ہوئی آنکھوں والا، پیشانی ابھری ہوئی، استرے سے سر منڈا ہوا۔ اس نے کہا "اے محمد! اللہ سے ڈر" (یعنی مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں بے انصافی نہ کرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں تو اور کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا؟ اللہ تو مجھے زمین والوں پر امین بناتا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟" پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر مڑا (یعنی واپس جانے لگا) تو جماعت میں سے ایک آدمی غالباً خالد بن ولید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو قتل کر دینے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اس کی اصل سے ایک ایسی قوم نکلنے والی ہے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے

اور بت پرستوں سے تعرض نہیں کریں گے اور وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے۔ اگر میں انہیں پاتا تو قوم عاد کی طرح ان کے ساتھ قتال کرتا۔"

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے۔ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسمًا اتاہ ذوالخویصرۃ وھو رجل من بنی تمیم فقال یارسول اللہ اعدل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتھم وصیامہ مع صیامھم ویقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ (الحدیث)
(صحیح مسلم جلد اول ص۳۴۱)

انہوں نے فرمایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور حضور مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم میں سے ایک شخص ذوالخویصرہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آیا اور بولا "یارسول اللہ! عدل (انصاف) سے کام لو"۔ حضور نے فرمایا۔ افسوس تیری جسارت پر، میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے۔ اگر میں انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ!

مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو یعنی اسے قتل نہ کرو، پس یقیناً اس کے ایسے ساتھی پیدا ہونے ہیں جن کی نمازوں کو دیکھ کر ان کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ لوگ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے"۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" محدّث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دو معنے بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے دل تعلیماتِ قرآن کو سمجھ نہیں سکیں گے اور تلاوتِ قرآن سے کچھ نفع حاصل نہیں کریں گے اور حلق و حنجرہ اور مُنہ سے ادائیگی حروف تقطیع و تلاوت کے سوائے قرآن سے ان کے لئے کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ ان کا کوئی عمل اور تلاوتِ قرآن بارگاہِ الٰہی میں نہ پہنچے گا اور نہ قبول کیا جائے گا"۔

نیز صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۲۴، ۲۲۳ ان کی علامات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔" یتلون کتاب اللہ رطباً لا تجاوز حناجرھم یمرقون من الدّین کما یمرق السھم من الرمیّۃ"۔ اور صحیح مسلم صفحہ ۳۴۱ جلد اول میں ہے۔ یتلون کتاب اللہ لیّناً رطباً۔ الحدیث۔ اس کے تحت شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ومعناہ سھلاً لکثرۃ حفظتھم وقیل لیّناً ای یلوون السنتھم بہ ای یحرّفون معانیہ وتاویلہ"۔ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظ قرآن ہوں گے۔ نیز یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے یعنی آیات قرآن کے معنوں میں گڑبڑ کریں گے۔ اور غلط مطلب نکالیں گے۔

# ان کی تحریفِ قرآن کی تصدیق

کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ قال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۲۴)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ بُرا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔"

"تاریخ گواہ ہے کہ خارجیوں، نجدیوں و وہابیوں نے ہمیشہ مسلمانوں پر شرک و کفر کے بے بنیاد من گھڑت فتوے لگا کر ان کے خلاف جنگ وجدال کا بازار گرم رکھا ہے۔ لیکن اصل کفار کے ساتھ ملی بھگت رہی ہے۔ چنانچہ وہابیہ کے سارے گروہ آج بھی جمہور مسلمانانِ اہلسنّت وجماعت پر اصول وہابیت کے تحت شرک و کفر کے فتوے داغنے میں متحد ہیں۔ یہ لوگ کفار کے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی تردید و مذمت میں نازل شدہ آیات کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ پر اور کفار کے بارے میں نازل شدہ آیات کو

مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ یعنی بتوں کی جگہ انبیاء و اولیاء کو اور مشرکین و کفار کی جگہ مسلمانوں کو مراد لیتے ہیں۔ چونکہ ان کا فتنہ بڑا خطرناک اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیارے امتیوں کو اس فتنہ سے بار بار خبردار فرمایا اور تاکید فرمائی کہ "ایاکم و ایاھم" یہ دین و ایمان کے ڈاکو تمہارے نزدیک نہ آنے پائیں اور تم خود بھی ان سے دور رہنا تاکہ تم ان کے فتنہ سے محفوظ رہ سکو۔ یہ تمہیں نہ فتنہ میں ڈالیں اور نہ تمہیں گمراہ کر سکیں۔ رسول کریم، رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیرھویں صدی میں بڑے زور کے ساتھ ظہور پذیر ہونے والے اس فتنہ عظیم سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔

## علاقہ نجد سے شیطانی گروہ کا ظہور ہوگا

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔

(صحیح بخاری ص ۱۴۱ جلد اول مشکوٰۃ کتاب الفتن باب ذکر الیمن والشام)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! ہمارے لئے ملک شام اور یمن میں برکت

نازل فرما۔ (وہیں نجد کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے) انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اور ہمارے نجد میں بھی۔ اس پر حضور نے دوبارہ دُعا فرمائی۔ یا اللہ! ہمارے لئے ملک شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ (نجد کے) لوگوں نے درخواست کی کہ ہمارے نجد میں بھی یا رسول اللہ! راوی کا بیان ہے کہ غالباً تیسری بار حضور نے فرمایا۔ وہاں۔ (نجد میں) زلزلے ہیں اور فتنے ہیں اور سرزمین نجد میں قرن الشیطان طلوع ہوگا۔" یعنی علاقہ نجد سے شیطانی گروہ نکلنے والا ہے۔

واضح رہے کہ فتنہ خارجیہ وہابیہ کی ابتدا سرزمین نجد سے ہوئی۔ اس کے بعد یہ فتنہ عراق میں پھیلا۔ اس کے بعد یہ فتنہ فارس سے اٹھا۔ پھر خراسان لئے اور پھر تاتار سے اور پھر یہی فتنہ سرزمین نجد سے محمد بن عبدالوہاب کے ذریعہ گروہ وہابیہ کی صورت میں بڑے جارحانہ انداز میں اٹھا اور وہاں سے پھیل کر دوسرے علاقوں میں پہنچا۔ برصغیر پاکستان و ہندوستان میں سیّد احمد رائے بریلوی اور محمد اسماعیل دہلوی کے ذریعہ فتنہ وہابیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ پھر بعد میں یہاں کے وہابی مختلف ناموں سے مختلف گروہوں میں منقسم ہوگئے جو تاحال سرگرم عمل ہیں۔

## وہابیہ نجدیہ کا آخری گروہ دجّال کا ساتھی ہوگا۔

### ان کی خاص علامت سر منڈانا ہے

عن شريك ابن شهاب (مرفوعًا الى ان قال) ثم قال يخرج

فی آخر الزمان قوم کان ھٰذا منھم یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیہ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتّٰی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم شرالخلق والخلیقۃ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۹)

یہی حدیث کہ جس میں ذوالخویصرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں یا محمّد اتق اللہ اور یارسول اللہ اعدل کہہ کر گستاخی کا ارتکاب کیا۔ بیان کرکے اس گستاخ شخص کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد حضرت شریک ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ آخری زمانے میں ایک گروہ نکلے گا، گویا یہ شخص اسی گروہ کا ایک فرد ہے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے نکل جاتا ہے۔ ان کی خاص علامت اُسترے سے سر منڈانا ہے۔ وہ ہمیشہ گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملوگے تو انہیں اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین پاؤ گے۔"

## حضرت علامہ زینی دحلان مکّی کا ارشاد

سیماھم التحلیق تصریح بھذہ الطائفۃ النجدیۃ لانھم کانوا

يأمرون كل من اتبعهم ان يحلق رأسه ولم يكن هٰذا الوصف لاحد من طوائف الخوارج والمبتدعة الذين كانوا قبل زمن هٰؤلاء۔

(الفتوحات الاسلامیہ جلد ۲ ص ۲۶۸)

"آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی نجدی گروہ کے بارے میں بالکل صراحت ہے کیونکہ سر منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔ اس سے قبل خوارج اور بے دین فرقوں میں سے کسی فرقے کے اندر یہ علامت موجود نہیں تھی۔

# پھر یہ لوگ پلٹ کر دین میں نہیں آئیں گے

سید علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الدرالسنیہ" میں کتب صحاح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ یخرج ناس قبل المشرق یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ثم لا یعودون فیه حتّٰی یعود السهم الٰی فوقه سیماهم التحلیق (الدرر السنیہ ص ۴۹)

"کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں

تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

# نجد سے فتنہ وہابیت کا ظہور ابن عبدالوہاب نجدی کے مسلمانوں پر مظالم

علامہ جمیل آفندی صدقی زہاوی عراقی علیہ الرحمتہ شیخ نجدی کے ابتدائی حالات سے انجام کار تک نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اما ولادتہ فقد کانت سنۃ ۱۱۱۱ وتوفی سنۃ ۱۲۰۷ وکان فی ابتداء امرہ من طلبۃ العلم یتردد علی مکۃ والمدینۃ لاخذہ عن علمائھما ومما اخذ عنہ فی المدینۃ الشیخ محمد بن سلیمان الکردی والشیخ محمد حیاۃ السندی وکان الشیخان المذکوران وغیرھما من المشائخ الذین اخذ عنھم یتفرسون فیہ الغوایۃ والالحاد ویقولون سیضل اللہ تعالیٰ ھذا ویضل بہ من اشقاہ من عبادہ فکان الامر کذالک وکذا کان ابوہ عبدالوھاب وھو من العلماء الصالحین یتفرس فیہ الالحاد ویحذر الناس منہ و کذالک اخوہ الشیخ سلیمان حتی انہ الف کتابا فی الرد علی ما احدثہ من البدع والعقائد الزائغۃ وکان محمد ھذا ھادیٔ بدئہ کما ذکرہ بعض کبار المؤلفین مولعا بمطالعۃ اخبار من ادعی النبوۃ کاذبا کمسیلمۃ الکذاب وسجاح والاسود العنسی وطلیحۃ الاسدی واضرابھم

فکان یضمر فی نفسہ دعوی النبوۃ الا انہ لم یتمکن من اظہارھا
وکان یسمی جماعۃ من اھل بلدہ الانصار ویسمی متابعیہ من الخارج
المھاجرین وکان یامر من حج حجۃ الاسلام قبل اتباعہ ان یحج ثانیۃ
قائلا ان حجتک الاولیٰ غیر مقبولۃ لانک حججتھا وانت مشرک ویقول لمن
اراد ان یدخل فی دینہ اشھد علیٰ نفسک۔ انک کنت کافرا واشھد علی
والدیک انھما ماتا کافرین واشھد علیٰ فلان وفلان یسمی لہ جماعۃ من
اکابر العلماء الماضین انھم کانوا کفارا فان شھد بذالک قبلہ والا امر بقتلہ
وکان یصرح بتکفیر الامۃ منذ ستمائۃ سنۃ ویکفر کل من لا یتبعہ
وان کان من اتقی المسلمین ویسمیھم مشرکین ویستحل دمائھم
واموالھم ویثبت الایمان لمن اتبعہ وان کان من افسق الناس وکان
علیہ مایستحق من اللہ ینتقص النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا بعبارات
مختلفۃ منھا قولہ فیہ انہ طارش وھو فی لغۃ العامۃ بمعنی الشخص الذی
یرسلہ احد الیٰ غیرہ والعوام لا یستعملون ھذہ الکلمۃ فیمن لہ حرمۃ
عندھم ومنھا قولہ انی نظرت فی قصۃ الحدیبیۃ فوجدت فیھا کذا وکذا
من الکذب الی غیر ذالک من الالفاظ الاستخفافیۃ حتی ان بعض اتباعہ
یقول بحضرتہ ان عصای ھذہ خیر من محمد لانی انتفع بھا ومحمد
قدمات فلم یبق فیہ نفع وھو یرضیٰ بکلامہ وھذا کما نعلم کفر فی
المذاھب الاربعۃ ومنھا انہ کان یکرہ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم وینھی عن ذکرھا لیلۃ الجمعۃ وعن الجھر بھا علی المنائر ویعاقب من یفعل ذالک عقابا شدیدا حتیٰ انہ رجلا اعمی موذنا لم ینتہ عما امرہ بترکہ من ذکر الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاذان ویلبس علی اتباعہ قائلا ان ذالک کلہ محافظۃ علی التوحید وکان قد احرق کثیرا من کتب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کدلائل الخیرات وغیرھا وکذالک احرق کثیرا من کتب الفقہ والتفسیر والحدیث مما ھو مخالف لا باطیلہ وکان یأذن لکل من تبعہ ان یفسر القران بحسب فہمہ۔

(علامہ جمیل عراقی۔ الفجر الصادق ص ۱۷-۱۸)

شیخ نجدی ۱۱۱۱ھ ہجری میں پیدا ہوا ۱۲۰۷ھ ہجری میں فوت ہوا۔ تحصیل علم کے لئے شروع میں مکہ اور مدینہ گیا وہاں پر شیخ محمد سلیمان کردی اور شیخ محمد حیات سندھی اور دوسرے مشائخ حجاز سے ملاقات ہوئی۔ اکثر مشائخ نے فراست ایمانی سے اس کی پیشانی پر گمراہی اور بدبختی کے آثار دیکھے اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو گمراہ کردے گا اور اس کی وجہ سے بہت سے بندگانِ خدا گمراہی کے کنوئیں میں جاگریں گے اور فی الواقع ایسا ہی ہوا اسی طرح اس کے والد گرامی شیخ عبدالوہاب بھی علماء صالحین میں سے تھے انہوں نے بھی اس کی پیشانی پر بے دینی اور کفر کے آثار دیکھ لئے تھے، چنانچہ وہ مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے تھے اسی طرح اس کے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اس کی بدعقیدگی میں اس کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ ابتدا میں شیخ

نجدی جھوٹے مدعیان نبوت مثلاً مسیلمہ کذاب، سجاح، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور دوسرے مدعیان نبوت کی کتابوں کا بڑے شوق سے مطالعہ کیا کرتا تھا اور وہ خود بھی اپنے تئیں نبوت کا مدعی سمجھتا تھا لیکن اس کو اس دعویٰ کے اظہار پر قدرت حاصل نہ ہو سکی۔ اپنے شہر والوں کا نام اس نے انصار رکھا اور اسی کے دوسرے ہم عقیدہ جو لوگ باہر سے آتے ان کا نام مہاجرین رکھا جو شخص اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا اس سے اقرار کراتا کہ تمہاری گذشتہ زندگی مشرکانہ تھی اور اگر تم حج کر چکے ہو تو تم پر اب دوبارہ حج کرنا لازم ہے۔ اور اس سے کہتا کہ تم گواہی دو کہ تم پہلے مشرک تھے۔ تمہارے ماں باپ بھی شرک پر مرے اور گذشتہ اکابر علماء دین کا نام لے کر کہتا کہ گواہی دو وہ سب مشرک تھے۔ اگر وہ شخص یہ گواہیاں دیتا تو اس کی بیعت قبول کرتا ورنہ اس کو قتل کرا دیتا اور شیخ نجدی بتصریح کہتا تھا کہ اب سے چھ سو سال پہلے کی تمام اُمت کافر تھی اور وہ شخص جو اس کی پیروی نہ کرتا اس کو کافر کہتا خواہ وہ کتنا ہی پرہیزگار مسلمان کیوں نہ ہو اور اس کے قتل کو حلال اور اس کے مال لوٹنے کو جائز سمجھتا اور جو شخص اس کی اتباع کر لیتا خواہ وہ کیسا ہی فاسق کیوں نہ ہو اس کو مومن کہا کرتا تھا۔

## بدعقیدگی کی انتہا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مختلف طریقوں سے گستاخیاں کرتا تھا۔ آپ کو "طارش" کہتا تھا اور طارش کے معنے نجد کی لغت میں ایلچی

کے ہوتے ہیں۔ واقعہ حدیبیہ کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ میں نے اس واقعہ کو پڑھا اور اس میں اتنی جھوٹی باتیں تھیں۔ نیز اس کے پیروکار اس کے سامنے برملا کہتے تھے کہ ہماری لاٹھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو چکے اور ان میں کوئی نفع باقی نہیں رہا۔ یہ باتیں سُن کر وہ خوش ہوا کرتا تھا اور یہ امور مذاہب اربعہ میں کفر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھے جانے کو ناپسند کرتا تھا اور جو مسلمان جمعہ کی رات کو بلند آواز سے درود شریف منبر پر پڑھتے تھے انہیں روکتا تھا اور سخت ترین ایذائیں پہنچاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک نابینا مؤذن جو اذان سے پہلے درُود شریف پڑھتا تھا اور اس کے روکنے سے نہیں رُکتا تھا اس کو اس نے قتل کروادیا اور اپنے پیروکاروں کو فریب آفرینی سے یہ سمجھایا کرتا تھا کہ میں یہ سب کام توحید کی حفاظت کے لئے کر رہا ہوں۔ درُود شریف کے موضوع پر دلائل الخیرات اور اس جیسی کتنی ہی کتابیں اس نے جلا ڈالیں۔ اسی طرح فقہ اور تفسیر اور حدیث کی جو کتابیں اس کے مزعومات کے خلاف تھیں ان سب کو اس نے جلا ڈالا۔ اور اس نے پیروکاروں کو اذن عام دے رکھا تھا کہ جس طرح چاہیں اپنی عقل سے قرآن کریم کی تفسیر کریں۔

## ابن عبدالوہاب نجدی نے حصولِ اقتدار کیلئے محمد بن سعود کو آلہ کار بنایا

اس موضوع پر علامہ عراقی لکھتے ہیں ثُمّ انہٗ صنف الابن سعود رسالۃ

سماها "کشف الشبہات عن خالق الارض والسمٰوٰت" کفر فیہا جمیع المسلمین وزعم ان الناس کفار منذ ستمائۃ سنہ وحمل الآیات نزلت فی الکفار من قریش علی اتقیاء الامۃ واتخذ ابن سعود ما یقولہ لانساع الملک وانقیاد الاعراب لہ فصار ابن عبدالوھاب یدعوا الناس الی الدین و یثبت فی قلوبھم ان جمیع من ھو تحت السمآء مشرک بلامراء۔ ومن قتل مشرکا فقد وجبت الجنۃ وکان ابن سعود یمتثل کلما یامرہ بہ فاذا امرہ بقتل الانسان او اخذ مالہ سارع الی ذالک فکان ابن عبدالوھاب فی قومہ کالنبی فی امتہ لا یترکون شیئاً مما یقولہ ولا یفعلون شیئا الا بامرہ ویعظمونہ غایۃ التعظیم ویجعلونہ غایۃ التجبیل۔ (الفجر الصادق ص ۱۹، ۲۰ مؤلف علامہ جمیل عراقی)

ترجمہ:۔ شیخ نجدی نے محمد بن سعود کی خاطر "کشف الشبہات" نامی ایک رسالہ لکھا۔ اس رسالہ میں اس نے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور یہ زعم کیا کہ چھ سو سال سے تمام مسلمان کفر اور شرک میں مبتلا ہیں اور قرآن کریم کی جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں ان کو صالح مسلمانوں پر چسپاں کیا۔ ابن سعود نے اس رسالہ کو اپنی مملکت کی حدود وسیع کرنے کے لئے وسیلہ بنالیا۔ تاکہ عرب اس کی پیروی کریں۔ شیخ نجدی لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتا اور لوگوں کو یہ ذہن نشین کراتا کہ آسمان کے نیچے اس وقت جس قدر مسلمان ہیں وہ بلا ریب سب مشرک ہیں۔ اور جو مشرک کو قتل کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ شیخ نجدی جو بھی حکم دیتا ابنِ سعود اس پر عمل کرتا۔ جب شیخ نجدی

کسی انسان کے قتل یا اس کے مال لوٹنے کا حکم جاری کرتا تو ابن سعود اس کے حکم کی تعمیل کرتا۔ پس نجدیوں کی اس قوم میں محمد بن عبدالوہاب ایک نبی کی شان سے رہتا تھا۔ اس کی ہر بات پر عمل کیا جاتا تھا اور وہ کوئی کام اس کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے اور نجد کے لوگ شیخ نجدی کی اتنی تعظیم کرتے تھے جتنی کسی نبی کی کی جا سکتی ہے۔

## ابن عبدالوہاب نجدی کی ملحدانہ اور انسانیت سوز کاروائیاں

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں" ومن قبائح ابن عبدالوھاب احراقہ کثیرا من کتب العلم وقتلہ کثیرا من العلماء وخواص النّاس وعوامھم واستباحۃ دمائھم واموالھم ونبشہ لقبور الاولیاء وقد امر فی الاحساء ان تجعل بعض قبورھم محلاء لقضاء الحاجۃ ومنع النّاس من قرائۃ دلائل الخیرات ومن الرواتب والاذکار ومن قرأۃ المولد الشریف ومن الصلوٰۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی المنابر بعد الاذان وقتل من فعل ذالک ومنع الدعاء بعد الصلاۃ وکان یصرح بکفر المتوسل بالانبیاء والملٰئکۃ والاولیاء ویزعم ان من قال لاحد مولانا وسیدنا فھو کافر ومن اعظم قبائح الوھابیۃ اتباع ابن عبدالوھاب قتلھم الناس حین دخلوا الطائف قتلا عاما حتی استاصلو الکبیر والصغیر واودوا بالمامور والامیر والشریف والوضیع وصاروا یذبحون علی صدر الام طفلھا الرضیع ووجدوا جماعۃ یتدارسون

القرآن فقتلوھم عن اٰخرھم ولما ابادوا من فی البیوت جمیعًا خرجوا الی الحوانیت والمساجد وقتلوا من فیھا وقتلوا الرجل فی المسجد وھو راکع او ساجد حتیٰ افنوا المسلمین فی ذالک البلد ولم یبق فیہ الا قدر نیف وعشرین رجلا تمنعوا فی بیت الفتی بالرصاص ان یصلوھم و جماعۃ فی بیت الفعر قدر المائتین وسبعین قاتلوھم یومھم ثم قاتلوھم فی الیوم الثانی والثالث حتیٰ راسلوھم بالامان مکرا وخدیعۃ فلما داخلوا علیھم واخذوا منھم السلاح قتلوھم جمیعا واخرجوا غیرھم ایضًا بالامان والعھود الی وادی (وج) وترکوھم ھنالک فی البرد والثلج حفاۃ عراۃ مکشوا فی السواۃ ھم ونساؤھم من مخدرات المسلمین ونھبوا الاموال والنقود والاثاث وطرحوا الکتب علی البطاح وفی الازقۃ والاسواق تعصف بھا الریاح وکان فیھا کثیر من المصاحف ومن نسخ البخاری ومسلم وبقیۃ کتب الحدیث والفقہ وغیر ذالک تبلغ الوفا مولفۃ فمکثت ھٰذہ الکتب ایاما وھم یطئونھا بارجلھم ولا یستطیع احد ان یرفع منھا ورقۃ ثم اخربوا البیوت وجعلوھا قاعا صفصفا وکان ذالک بسنۃ ۱۲۱۷ھ (الفجر الصادق ص ۲۱-۲۲ مولفہ علامہ جمیل عراقی)

شیخ نجدی کے نفرت انگیز کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ اس نے کثیر تعداد میں علمی کتابوں کو جلوا ڈالا۔ دوسرا یہ کہ کثیر علماء کو قتل کرا دیا اسی طرح عوام وخواص میں سے بے حساب بے گناہوں کے خونِ ناحق سے اس کے ہاتھ

رنگین ہوئے اور اس نے ان کے قتل کو حلال اور مال کو لوٹنا جائز ٹھہرایا تھا تیسرا بدترین فعل یہ ہے کہ اس نے اولیاء اللہ کی قبروں کو کھُدوا ڈالا اور چوتھا اس سے بھی قابل نفرت کام یہ کیا کہ احساء میں اولیاء کرام کی قبروں کو بیت الخلاء میں تبدیل کرا دیا۔ لوگوں کو دلائل الخیرات اور دوسرے ذکر و اذکار پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ اسی طرح میلاد شریف اور مسجد کے میناروں میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنے سے روکتا تھا جو مسلمان یہ مبارک اور مستحسن کام کرتے ان کو قتل کرا دیتا نماز کے بعد دُعا مانگنے سے منع کرتا تھا۔ انبیاء ملائکہ اور اولیاء کرام کے وسیلے سے دُعا مانگنے کو صراحۃً کفر قرار دیتا تھا اور کہتا تھا جو شخص کسی کو "مولانا" یا "سیّدنا" کہے وہ کافر ہے۔

## وہابیہ کے لرزہ خیز مظالم

وہابیہ کے بدترین مظالم میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے طائف پر غلبہ پاکر قتل عام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے بچّوں سے لے کر بوڑھوں تک سب کو قتل کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے۔ امیر، مامور اور عوام وخواص کا کوئی فرق روا نہیں رکھا۔ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ ماں کے سامنے اس کے شیر خوار بچّے کو ذبح کر دیتے تھے۔

ایک جگہ کچھ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے ان تمام لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گھروں سے فارغ ہونے کے بعد دوکانوں اور مسجدوں کا رُخ کیا۔ مسجد میں نمازیوں کو عین نماز کی حالت میں قتل کر دیا۔

خواہ کوئی قیام میں ہو. رکوع میں یا سجدہ میں یہاں تک کہ بیس پچیس کے سوا تمام اہلِ طائف تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ ایک دن میں دو سو ستر مسلمان قتل کئے۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اتنے ہی لوگوں کو قتل کیا۔ تیسرے دن اہلِ طائف کو دھوکے سے بلایا اور ان کو امان دینے کے بہلنے سے ان کے تمام ہتھیار لے لئے پھر ان کو برفانی وادی میں لے گئے اور عورتوں اور مردوں کے کپڑے اُترواکر ان کو برفانی وادیوں میں تڑپتا چھوڑ گئے اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا اور کتابوں کو سرِ عام پھینک دیا ان میں قرآن کریم کے متعدد نسخے احادیث میں سے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری حدیث اور فقہ کی دوسری کتابیں تھیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی کافی عرصہ تک اپنی عظمت و حرمت کو یونہی صدائیں دیتی رہیں اور نجدی ان مقدس اوراق کو اپنے قدموں تلے روندتے رہے اور کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ ان اوراق میں سے کوئی ورق اٹھالے۔ پھر انہوں نے طائف کے گھروں میں آگ لگادی اور ایک خوبصورت اور آباد شہر کو برباد کر کے چٹیل میدان بنادیا اور یہ واقعہ ۱۲۱۷ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ (عربی عبارت اور ترجمہ منقول از تاریخ نجد و حجاز ص ۱۵۵ تا ص ۱۶۲۔ مصنفہ مفتی محمد عبد القیوم قادری)

فقیر طوالت سے بچنے کے لئے مزید کتب کی عبارات نقل کرنے کے بجائے اسی پر اکتفا کر رہا ہے۔

ابنِ عبد الوہاب نجدی کی تعلیمات و رہنمائی میں سعودی حکمراں وہابیہ کے الحاد و مظالم کی داستانیں کتب تاریخ میں محفوظ ہیں اور تمام دنیا کے حق پرست

محققین علمائے کرام نے بھی نجدی وہابیوں کے ملحدانہ عقائد کی تردید میں بہت کتابیں لکھی ہیں اور تا حال علماء اس خلاف اسلام تحریک کے بطلان پر کتابیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ شیخ نجدی کی اس تکفیر عام اور بہیمانہ قتل و غارت گری کے خلاف سب سے پہلے ابنِ عبدالوہاب نجدی کے بھائی حضرت علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۰۸ھجری نے کتاب ''الصواعق الالٰہیہ'' لکھی۔ جس میں ناقابلِ تردید دلائل سے نجدی وہابی تحریک کا بطلان اور خلافِ اسلام ہونا ثابت ہوگیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ ابن عابدین شامی علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی علامہ عبدالوہاب بن احمد برکات شافعی۔ علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد حنبلی شیخ نجدی کے استاد علامہ عبداللہ بن عبداللطیف شافعی۔ شیخ عطاء المکی۔ شیخ احمد مصری احسائی۔ سید علوی بن احمد حداد۔ علامہ طاہر حنفی۔ مفتی مکہ مکرمہ سید احمد دحلان۔ شیخ حسن الشطی الحنبلی دمشقی۔ علامہ شیخ عبدالعزیز القرشی العلجی المالکی الاحسائی۔ علامہ جمیل صدقی الزہاوی البغدادی علیہ الرحمۃ اور بہت سے عرب ممالک کے جیّد علماء کرام نے قرآن وحدیث کی رُو سے نجدیہ وہابیہ کی مکمل تردید اور کھُل کر مذمت کی ہے۔ اس کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمہ اکابر علماء نے بھی اپنی تصانیف جلیلہ میں نجدی وہابیہ کے عقائدِ باطلہ کا رد کیا ہے المختصر علماء اسلام عرب و عجم کی تصانیف جلیلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے بارہویں صدی ہجری میں ایک ایسا خطرناک فتنہ کھڑا کردیا جس کو فرو کرنے کے لئے تمام دنیا کے حق پرست علماء کھڑے ہوگئے تھے اور نجدیہ وہابیہ کی تردید و مذمت کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

# نجدی سعودیوں نے خود کو عملاً حضور علیہ السلام کے ارشاد یقتلون اھل الاسلام اور یمرقون من الاسلام کے مصداق ثابت کردیا

خلافت اسلامیہ عثمانیہ ترکیہ جو ترکی سے لے کر پورے ملک عرب پر مشتمل تھی۔ اتحاد اسلامی اور مسلمانوں کی متحدہ قوت و سطوت کا مظہر اور شان و شوکت کی حامل تھی۔ عیسائی حکومتیں مسلمانوں کی اس وسیع مملکت کو اپنے لئے عظیم خطرہ سمجھتی تھیں۔ انہوں نے خلافت عثمانیہ کو توڑنے کے لئے مختلف سازشیں کر رکھی تھیں ـــ یہ سازشیں بالتفصیل کتب تواریخ میں قلمبند ہو چکی ہیں۔ جن کا بیان کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

تاہم موضوع کے مطابق چند باتیں یہاں بیان کر دینا ضروری ہے۔ عیسائی برطانوی حکومت کی قیادت میں فرانس، اٹلی اور دوسری قوتیں خلافت عثمانیہ کے خلاف سرگرم عمل تھیں۔ عربوں کو ترکی کے خلاف بھڑکا کر بغاوت پر آمادہ کرنے کے لئے ان کو اقتدار و حکومت کا لالچ دے کر مالی و فوجی ساز و سامان مہیا کر رہی تھیں تاکہ مسلح بغاوت کر کے ترکوں کو ملک عرب سے نکال دیں۔

دریں اثنا، بیسویں صدی کے آغاز میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ اس جنگ میں ترکی حکومت نے برطانیہ، فرانس اور اٹلی کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو ملک عرب میں کسی ایسے جنگجو قبیلے کی تلاش تھی جو ان سے روپیہ اور اسلحہ لے کر فوراً ترک حکمرانوں پر حملے شروع کر دے۔ اور ان

کو جنگی کاروائیاں کرکے اتنا تنگ کرے اور برسر پیکار رکھے کہ وہ برطانیہ اور اس کے اتحادی حملہ آوروں کی طرف پوری طرح دھیان نہ دے سکیں۔ نجدی سعودی قبیلہ جو صرف درعیہ کے چھوٹے سے علاقہ کا امیر تھا ابنِ عبدالوہاب نجدی کے خلاف اسلام عقائد کو قبول کرکے اس کے ناپاک فتویٰ کے مطابق مسلمانوں کو مشرک کافر ٹھہرا کر علاقے نجد کے مسلمانوں کو قتل وغارت کرنے میں لگا ہوا تھا۔ تاکہ علاقے فتح کرکے ایک مملکت کا سلطان بن جائے اس نے انگریزوں کی پیشکش کو غنیمت جان کر فوراً قبول کرلیا۔ اس کے صلہ میں انگریزوں نے عہد کیا کہ اگر وہ جنگ جیت گئے تو وہ پہلے نجد اور پھر جزیرہ نمائے عرب پر اس سعودی قبیلے کا تسلط قائم کرنے میں ان کی مدد کریں گے۔

یہ معاہدہ سات دفعات پر مشتمل مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ ہجری ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء عیسوی کو تحریر کیا گیا۔ اس معاہدہ پر عبدالعزیز السعود کے مُہر و دستخط اور بی رِیڈ کاکس وکیل معاہدہ ہٰذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس اور چیمسفورڈ نائب ملک معظم والسرائے ہند کے دستخط ثبت ہوئے۔

یہ معاہدہ مکمل طور پر "تاریخ نجد و حجاز" از مفتی عبدالقیوم قادری کے ص۴۲۴ تا ص۴۲۶ پر زیرِ عنوان "نصاریٰ کی ابدی غلامی" درج ہے۔ اور کتاب "عالم اسلام پر سامراجیت کے بھیانک سائے" مصنفہ قاری محمد میاں مظہری دہلوی چیف ایڈیٹر ماہنامہ "قاری" دہلی ص۸۰ تا ۸۲ منقول ہے۔ نیز رسالہ "نجدی تحریک پر ایک نظر" مرتبہ محمد بہاءالحق قاسمی امرتسری۔ مطبوعہ آفتاب برقی پریس

امرتسر (انڈیا)۔ تاریخ اشاعت ۲ جمادی الاوّل ۱۳۴۴ھ ہجری ص ۱۳ نا ۱۵ پر موجود ہے۔

جنگِ عظیم اوّل میں حکومت ترکیہ اور جرمنی کو شکست ہوئی۔ ترکوں کی شکست کے بعد برطانیہ، فرانس اور اٹلی کی مالی اور فوجی مدد سے ۱۹۲۴ء میں مکہ معظمہ پر ۱۹۲۵ء میں مدینہ منورہ اور جدہ پر قابض ہو جانے کے بعد نجدی سعودی قبیلے نے ۱۹۲۶ء میں نجد و حجاز کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ابن عبدالوہاب۔ شیخ نجدی اور سعودی بادشاہ نے مل کر عالمِ اسلام کے ہر فرمانروا کو خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور بانوں کے بعد ٹریپ کے بند کے طور پر یہ عبارت درج تھی۔

"اللہ ایک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر محمد کی تعریف کرنا یا ان کی تعظیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے"۔

حجاز پر قابض ہونے کے فوراً بعد ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حجاز کے طول و عرض سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام کو محو کیا گیا، مٹا دیا گیا۔ مسجد نبوی، کعبۃ اللہ کی مسجد اس کے علاوہ جہاں جہاں اور جس جس عمارت اور مسجد پر نامِ محمدؐ کندہ تھا۔ اس کو نہایت بھونڈے پن سے مٹا دیا گیا۔ کہیں تارکول پھیر دیا گیا اور کہیں ان پر پلستر تھوپ دیا گیا۔ اکثر اوقات لوہے کی چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال بھی کیا گیا۔ اس بے مثال گستاخی اور دناءیت کے نشانات آج تک حجاز کے طول و عرض میں اور خاص طور پر خانہ کعبہ کی پرانی مسجد اور مسجد نبوی

کے درودیوار پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ (تاریخ نجد وحجاز ص۱۴۰تا ، ملخصًا)

جس وقت اسلام دشمن عیسائی حکومتیں خلافتِ عثمانیہ کے خلاف برسرِپیکار تھیں اور نجدی سعودی فوجیں خلافتِ عثمانیہ سے بغاوت کرکے برطانیہ سے روپیہ اور اسلحہ لے کر حجاز میں بربریت کا مظاہرہ کررہی تھیں۔ تمام مسلمانانِ عالم میں عمومًا اور ہندوستان کے مسلمانوں میں خصوصًا تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی مسلمانانِ ہند نے ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت کا آغاز کردیا اور خلافت کی حمایت و تائید اور امداد کے لئے ایک مرکزی خلافت کمیٹی قائم کی گئی۔

مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو لندن سے کسی پریس رپورٹر نے ہندوستان کی خبرایجنسیوں کو ایک تار بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا" باوثوق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہابیوں نے مدینے پر حملہ شروع کردیا ہے جس سے مسجد نبوی کے قبّے کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے۔ صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی مسجد شہید کردی گئی ہے"۔
(رپورٹ خلافت کمیٹی ص۲)

اس لرزہ خیز خبر پر ہندوستان میں ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی اور جذبات کا ہیجان اس قدر طوفان خیز ہوگیا کہ اس وقت کی خلافت کمیٹی کو حالات کی تحقیقات کے لئے اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجنا پڑا۔ خلافت کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ وفد مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا۔

(۱) سید سلیمان ندوی (۲) مولانا محمد عرفان (۳) مولانا ظفر علی خان

(۴) سید خورشید حسن (۵) مولانا عبد الماجد بدایونی (۶) مسٹر شعیب قریشی

# خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ

وفد نے وہاں پہنچ کر مسلمانانِ ہند کو اطلاع دی کہ "مکہ میں جنت المعلیٰ کے مزارات شہید کر دئے گئے ہیں، مولد النبی (جس مکان میں سرکارِ دوجہاں کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے۔ لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینے کے مزارات و مآثر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔" (رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۲۳)

پھر ایک سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں حجاز پر نجدی حکومت کے جابرانہ اور قاہرانہ سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لئے جب مؤتمر عالم اسلامی کے نام پر موسم حج پر مکہ میں ایک عالمی اجتماع منعقد ہوا تو اس میں شرکت کے لئے خلافت کمیٹی کی طرف سے بھی ایک وفد وہاں بھیجا گیا۔

# خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کی رپورٹ

اس موقع پر وفد نے اپنے چشم دید واقعات و تأثرات کی جو رپورٹ بھیجی تھی اس کا یہ حصّہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔ "۲۲ مئی کو اکبری جہاز ساحل پر

لنگر انداز ہوا۔ اس وقت سب سے پہلی جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینے کے) جنت البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی۔ لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تأمل کیا۔ اس لئے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینے کے مزارات و مآثر کو اپنی اصل حالت پر رکھیں گے۔ لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا پہلا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلے میں وہ دنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی۔ خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔

(رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۵)

# اس کے بعد لکھتے ہیں

"بہرحال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں سلطان عبدالعزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفاء وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبے گرا دیئے گئے (رپورٹ ص ۹۸) فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر فرقہ پرست درندوں اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اپنی مساجد کی بے حرمتی اور ان کے انہدام کا قیامت انگیز تماشا آپ نے دیکھا ہوگا۔ اب خاص حجاز کی مقدس سرزمین پر مدعیان اسلام

کے ہاتھوں ایک عبرت ناک اور لرزہ خیز تماشا اور دیکھیے جُرم اگر مشترک ہو تو
انصاف کی تلوار اپنے اور بیگانے کا کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھنا ہے آپ اس
کسوٹی پر کہاں تک پُورے اُترتے ہیں۔

ارکانِ وفد کے عینی شاہد لکھتے ہیں۔ پڑھیئے اور خون کے آنسو روئیے کہ نجدی
درندوں کی کافرانہ سرکشی کے آگے اسلام کی حُرمتوں کو اپنے گھر میں بھی پناہ نہ
مل سکی۔ اسی رپورٹ میں مزید لکھا ہے۔

" اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکّہ معظمہ کی طرح مدینہ
منوّرہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبّوں کی طرح یہ مساجد بھی
توڑ دی گئیں۔ مدینے میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) مسجد فاطمہ
متصل مسجد قبا (۲) مسجد ثنایا (میدانِ اُحد میں جہاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔) (۳) مسجد منارتین (۴) مسجد مائدہ
(جہاں سورۂ مائدہ نازل ہوئی تھی۔) (۵) مسجد اجابہ (جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ایک نہایت اہم دُعا قبول ہوئی تھی۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۸)

# مزارات کا انہدام

وفد کے اراکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلمبند کی ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمالیں۔ ہائے ہائے کیسے کیسے لالہ رخوں کی جلوہ گاہوں کو چشم زدن میں ان ظالموں نے ویران کر ڈالا۔

## مزاراتِ شہزادیانِ خاندانِ نبوّت

(۱) بنتِ رسول حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۲) بنتِ رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) بنتِ رسول حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۴) بنتِ رسول حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۵) حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم

## مزاراتِ ازواجِ مطہرات

(۱) اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۲) اُمّ المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) اُمّ المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۴) اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا۔ کل نواز واج مطہرات کے مزارات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

# مزاراتِ مشاہیر اہلِ بیت

(۱) شہزادۂ رسُول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔

(۲) سرِ مُبارک حضرت امام حُسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔

(۴) جگر گوشۂ رسُول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

(۵) عم النّبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

(۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

# مزاراتِ مشاہیر صحابہ و تابعین

(۱) امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) حضرت امام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۰ تا ۸۹)

# ایک عینی شاہد کی رُوح کا اضطراب

ان حشر بپا واقعات پر ایک عینی شاہد کی رُوح کا اضطراب دیکھنا چاہتے ہوں تو مسٹر محمد علی جوہر کی وہ تقریر سُنیئے جو حجاز سے واپسی کے بعد انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں کی تھی۔ ان کی تقریر کا یہ حصّہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے ''میں خُدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ مجھے ابنِ سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا۔ خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔

''سلطان ابنِ سعود اور ارکانِ حکومت بار بار کتاب اللہ اور سنّت رسُول اللہ کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنّتِ رسُول کو دُنیا کمانے کے لئے آلہ بنا رکھا ہے جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں چوری کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن و حدیث کو آڑ بنا کر دُنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں چوروں ڈاکوؤں سے بھی بُرا کرتے ہیں''۔ (مقالات محمد علی جلد ۱ ص ۹۵۔۹۶)

ان کے بیان کا ایک حصّہ یہ بھی ہے۔ پُرنم آنکھوں کے ساتھ پڑھیے۔

''نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مُسلمانوں اور صرف مُسلمانوں کے خون میں اُن کے ہاتھ رنگے ہیں''۔ (مقالات ص ۳۷)

اسی کے ساتھ ذرا خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ کا یہ حصہ بھی پڑھ لیجئے جس میں انہوں نے یہ چشم دید واقعہ بیان کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علمائے مدینہ کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ اس بیان سے عام مسلمانوں کے متعلق نجدی گروہ کا مذہبی ذہن پوری طرح بے نقاب ہو جاتا ہے " یا اھل حجاز انتم اشد کفرا من ھامان و فرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزہ و عبد القادر"

ترجمہ: "اے باشندگان حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو۔ ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے تم امیر حمزہ اور عبد القادر (جیلانی) کے پجاری ہو۔" (رپورٹ وفد خلافت کمیٹی ص ۱۵)

## نجدی قوم کے متعلق ارکانِ وفد کے قابل یادداشت یہ تاثرات بھی ملاحظہ ہوں۔

ملک گیری کے لئے جو آلہ ان کے پاس ہے یعنی قوم نجد اس کو ایک صدی سے زیادہ یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں اور نجدیوں کی گذشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون

سے کبھی نہیں رنگے گئے۔ جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں
کی کی ہے۔" (رپورٹ وفد خلافت کمیٹی ص۱۰۵)
(تبلیغی جماعت: مصنفہ علامہ ارشد القادری ص۸۸ تا ۹۴)

# نجدی سعودی حکمرانوں کی ہٹ دھرمی اور سینہ زوری

سعودیہ عربیہ کے نجدی وہابی حکمران اپنے پیشوا، ابن عبدالوہاب نجدی
کی تعلیم کے مطابق گروہ وہابیہ کے سوا دنیا بھر کے سارے مسلمانوں کو مشرک و
کافر جانتے ہیں اس لئے اپنی دانست میں ان کو صحیح مسلمان یعنی نجدیت
وہابیت کے پیرو کار بنانے کے لئے" اشاعت کتاب و سنّت" کے نام سے
ابن عبدالوہاب نجدی کے ایجاد کردہ کتاب و سنّت سے مخالف نظریات و عقائد
باطلہ کی نشر و اشاعت پر کروڑوں روپے سالانہ خرچ کرتے رہتے ہیں وہابیت
کے فروغ کے لئے مختلف زبانوں میں ہزاروں لاکھوں، رسالے، کتابچے اور کتابیں
مفت تقسیم کرتے ہیں۔ حج و عمرہ کے لئے آنے والے مسلمانوں کے ہاتھوں میں
بلا طلب مُفت تھما دیتے ہیں اور دوسرے ممالک میں بھی اپنے کارندوں اور
ایجنٹوں کے ذریعے بلا قیمت بانٹتے رہتے ہیں۔

اسی مہم کے سلسلے میں موجودہ سعودی حکمران شاہ فہد کے حکم سے "تفسیر
قرآن" کے نام سے "تحریف قرآن" کا ایک مجموعہ مختلف زبانوں میں طبع کرا کر وسیع

پیمانہ پر بلا قیمت تقسیم کیا جارہا ہے جس کی ایک کاپی فقیر کے پیش نظر ہے۔
اس میں از اوّل تا آخر ابن عبدالوہاب نجدی کی خلاف اسلام تعلیم کو فروغ دینے
کی کوشش کی گئی ہے۔ ابن عبدالوہاب نجدی نے مسلمانوں کے ان معمولات کو
جو کتاب و سُنت کے مطابق صدیوں سے مرّوج تھے ان کو کفر و شرک قرار دیا۔
رسومات صحیحہ کو غلط معنے پہنائے۔ ایصالِ ثواب کی تمام جائز صورتوں کی غلط تعبیر
کر کے "النذر لغیر اللہ" اور "الذبح لغیر اللہ" کا نام دیا۔ توسّل کو شرک و کفر
کہا۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات مقدسہ کی حاضری، السلام علیکم یا اھل القبور
کہنے فاتحہ پڑھنے کو قبر پرستی قرار دیا۔ ان محبوبانِ خدا سے استمداد و استغاثہ کو "یدعون
من دون اللہ" کا جامہ پہنایا، عبادت لغیر اللہ قرار دیا۔ حضور سرکار دو عالم،
شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین سے شفاعت طلب کرنے والوں کے قتل اور
ان کے اموال لوٹنے کو جائز ٹھہرایا۔

یہاں اس کے باطل و مردود نظریات کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ہے
یہ سب کچھ قارئین آئندہ صفحات میں نجدی تفسیر کے اقتباسات میں دیکھ
لیں گے۔

نجدی سعودی حکمرانوں نے یہ مجموعہ تحریف قرآن اس امید پر شائع کیا کہ
کم علم سادہ لوح مسلمان اس میں درج غلط وہابی نظریات اور عقائد باطلہ کو
قرآن کی تعلیم سمجھ کر قبول کر لیں گے اور ہمارے ہمنوا بن جائیں گے۔ یہ کس قدر
ہٹ دھرمی اور سینہ زوری کا مظاہرہ ہے کہ سعودی حکمران، دنیا کے تمام ممالک

ہیں نجدیت وہابیت کے فروغ کے لئے اپنا تمام لٹریچر بھیجنا اور تقسیم کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ لیکن مملکت سعودیہ میں سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے افکار و عقائد اور نظریات کی نشر واشاعت کو ممنوع اور قانوناً جرم قرار دے رکھا ہے۔ جدّہ کے ائیر پورٹ پر کسی چیز کی اتنی چیکنگ نہیں کی جاتی جتنی زبردست چیکنگ مذہبی لٹریچر کی کی جاتی ہے۔ اور جن کتابوں کے بارے میں ذرا سا بھی شک ہو کہ ان سے وہابیت کو ٹھیس پہنچے گی ان کو کسٹم حکام روک لیتے اور ضبط کر لیتے ہیں۔ حکومت سعودیہ نے اہلِ سنّت کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر پابندی لگا رکھی ہے کہ مملکت سعودیہ میں اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسی طرح دلائل الخیرات، قصیدہ بُردہ شریف، حدائقِ بخشش وغیرہ بھی ممنوع ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ سعودی حکمران جس امر کو اپنے لئے جائز حق جانتے ہیں۔ اس امر کو دوسروں کے لئے بھی جائز حق تسلیم کریں۔ لیکن یہ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ سعودی حکمران دوسروں کے لئے تو یہ جائز حق تسلیم نہیں کرتے مگر پاکستان میں جہاں سُنّی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہابیت کا گمراہ کن لٹریچر بڑی بھاری تعداد میں بھیجتے اور تقسیم کرتے ہیں۔

# دنیا بھر کے مسلمانوں کو قبر پرست مشرک کافر ٹھہرانے والے نجدی وہابی سعودی حکمرانوں کا شرمناک کردار

روزنامہ نوائے وقت ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کے مطابق اس وقت کے

وزیر اعظم امیر فیصل نے گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔ روزنامہ نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۵۷ء کی خبر کے مطابق اس وقت کے بادشاہ شاہِ سعود نے انگلستان کے قبرستان میں ایک (مشرک) کی قبر پر پھول چڑھائے۔ روزنامہ کوہستان ۲ فروری ۱۹۵۷ء کی خبر کے مطابق اس وقت کے وزیرِ دفاع شہزادہ فہد نے جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔

ستمبر ۱۹۵۶ء میں (بھارت کے وزیر اعظم) پنڈت نہرو جو ایک بدترین مشرک اور سخت دشمن اسلام تھا اس کو سعودی عرب میں دعوت دی گئی اور اس کا ''مرحبا یا رسولُ السلام'' کے پُر جوش نعروں سے استقبال کیا گیا۔ عرب اور ہندوستان کے وہابیوں میں اس نعرے کو سراہا گیا۔ پاکستان کے علماء، اخبارات اور رسائل نے آزادیٔ صحافت اور آزادیٔ ضمیر کا اظہار کرتے ہوئے سعودی حکومت کو سخت مطعون کیا لیکن پاکستان کے غیر مقلد علماء اس وقت بھی مہر بہ لب رہے۔ اور دین میں مداہنت سے کام لیتے رہے۔'' (تاریخ نجد و حجاز ص ۱۶۔۱۷)

بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے دورۂ سعودی عرب کا مزید حال ''مکمل تاریخ وہابیہ'' (ص ۳۷ تا ۴۴) میں دیکھئے۔ اور نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی شرک دشمنی، جذبۂ توحید اور اتباعِ حدیث کی داد دیجئے۔ دورۂ نہرو کی ایک جھلک آپ یہاں بھی ملاحظہ کر لیں۔

'' سعودی عرب میں نہرو کا مرحبا رسولُ السلام اور جئے ہند کے نعروں سے استقبال کیا۔ عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہرو کے استقبال کے لئے

عرب (نجدی) عورتیں بھی موجود تھیں۔ یہ خواتین ٹرکوں اور کیڈلاک کاروں میں بیٹھی ہوئی مسٹر نہرو کو نقابوں سے جھانک رہی تھیں۔ ریاض پہنچنے پر شاہ سعود نے نہرو کو گلے سے لگا لیا۔ شاہ سعود نہرو کی پنچ شیلا پر ایمان لے آئے۔ بھارتی وزیر اعظم کو "ریاض" میں ایک اسکول میں لے جایا گیا جس میں سعودی عرب کے شہزادے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب نہرو اس اسکول کے ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ طلباء "گرو دیو ٹیگور" کی گیتا نجلی کے بھجن مل کر گا رہے تھے جو اسکول کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ شاہ سعود کے بھائی "سطام" نے نہرو کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا "آپ عرب نہیں لیکن ہمارے بھائی ہیں"۔ نیز کہا "نہرو ایک مضبوط ہاتھ ہیں جس پر عرب بھروسہ کر سکتے ہیں"۔

دہران میں سعودی عرب کے گورنر نے نہرو کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں کہا گیا "پنڈت نہرو اور ان کی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کی دوستی اور ان کے مفادات کے تحفظ کیلئے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں سعودی عرب کے لوگ (نجدی) ان کی قدر کرتے ہیں۔ اور انہیں نہرو پر فخر ہے۔ پنڈت نہرو دنیا کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں"۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء)

# نجدی سعودیوں نے خود کو عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "یقتلون اھل الاسلام" اور "یمرقون من الاسلام" کے مصداق ثابت کر دیا

خلافت اسلامیہ عثمانیہ ترکیہ جو ترکی سے لے کر پورے ملک عرب پر مشتمل تھی۔ اتحاد اسلام اور مسلمانوں کی متحدہ قوت و سطوت کا مظہر اور شان و شوکت کی حامل تھی۔ اپنے زمانہ عروج میں ان علاقوں پر حکمران تھی۔ بحر قزوین، خلیج فارس، بحر روم، بحر اسود، اناطولیہ، انگورا، قسطنطنیہ، سلیمیا، دمشق، بیروت، بیت المقدس، بصرہ، بغداد، مقدونیہ، البانیہ، طرابلس، اسکندریہ، کربلا، موصل، حرمین شریفین، بحر قلزم، طائف، صنعا، یمن، عدن، مسقط وغیرہ۔

دشمن اسلام عیسائی حکومتیں مسلمانوں کی اس وسیع مملکت کو اپنے لئے عظیم خطرہ سمجھتی تھیں۔ انہوں نے خلافت عثمانیہ کو توڑنے کے لئے مختلف سازشیں شروع کر رکھی تھیں۔ یہ سازشیں بالتفصیل کتب تواریخ میں قلمبند ہو چکی ہیں۔ جن کا بیان کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے تاہم اپنے موضوع کے مطابق چند باتیں بیان کرنا ضروری ہے۔

عیسائی برطانوی حکومت کی قیادت میں فرانس، اٹلی، اور دوسری قوتیں خلافت عثمانیہ کے خلاف سرگرم عمل تھیں، عربوں کو ترکی کے خلاف بھڑکا کر لغاوت

پر آمادہ کرنے کے لئے ان کو اقتدار و حکومت کا لالچ دے کر فراخ دلی کے ساتھ مال و زر اور فوجی ساز و سامان مہیا کر رہی تھیں تاکہ وہ مسلح بغاوت کر کے ترکوں کو ملک عرب سے نکال دیں۔ دریں اثناء بیسویں صدی کے آغاز میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہو گئی۔ اس جنگ میں ترکی حکومت نے برطانیہ، فرانس اور اٹلی کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔

برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو ملک عرب میں کسی ایسے جنگجو قبیلے کی تلاش تھی جو ان سے روپیہ اور اسلحہ لے کر فوراً ترک حکمرانوں پر حملے شروع کر دے اور ان کو جنگی کاروائیاں کر کے اتنا تنگ کرے اور برسرِ پیکار رکھے کہ وہ برطانیہ اور اس کے اتحادی حملہ آوروں کی طرف پوری طرح دھیان نہ دے سکیں۔ انگریزوں نے اس مقصد کے تحت ابنِ سعود کو ساٹھ ہزار پاؤنڈ سالانہ رشوت کی پیشکش کی جو ماہ بہ ماہ ادا ہوتی رہے گی۔ نجدی سعودی قبیلہ جو صرف "درعیہ" کے چھوٹے سے علاقہ کا امیر تھا اور ابنِ عبدالوہاب نجدی کے خلافِ اسلام عقائد کو قبول کر کے اس کے ناپاک فتوی کے مطابق مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہرا کر علاقۂ نجد کے مسلمانوں کو قتل و غارت کرنے میں لگا ہوا تھا تاکہ کچھ علاقے فتح کر کے ایک مملکت کا سلطان بن جائے۔ اس نے انگریزوں کی پیشکش کو غنیمت جان کر فوراً قبول کر لیا۔ اس کے صلہ میں انگریزوں نے یہ عہد کیا کہ اگر وہ جنگ جیت گئے تو وہ پہلے نجد اور پھر جزیرہ نمائے عرب پر اس سعودی قبیلے کا تسلط قائم کرنے میں ان کی مدد کرے گا۔ یہ معاہدہ حسبِ ذیل شائع

دفعات پر مشتمل ہے۔ جو مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء کو تحریر کیا گیا۔

# ابنِ سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

**دفعہ اوّل** حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات، جن کی حد بندی بعد کو ہوگی، یہ سلطان ابنِ سعود کے علاقہ جات ہیں اور حکومت برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے خاندان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے صحیح وارث ہوں گے۔ لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب و تقرر کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ کے بھی خلاف نہ ہو۔

**دفعہ دوم** اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابنِ سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر یا اس کو ابنِ سعود سے مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی، تو حکومت برطانیہ ابنِ سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابنِ سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابنِ سعود

کے اغراض و مقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

## دفعہ سوم

ابنِ سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ :
(۱) وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔ (۲) ممالکِ مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابنِ سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

## دفعہ چہارم

ابنِ سعود عہد کرتا ہے کہ وہ عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصّہ کو حکومتِ برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، مستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت لائسنس دے۔ ابنِ سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

## دفعہ پنجم

ابنِ سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے اور ابنِ سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کرے گا

**دفعہ ششم** ابنِ سعود اپنے پیشتر سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات رؤساء وشیوخ عرب، عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

**دفعہ ہفتم** اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابنِ سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل عہدنامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ ہجری۔ ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء، مہرو دستخط عبدالعزیز السعود

دستخط پی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس۔

دستخط چیمسفورڈ نائب ملک معظم وائسرائے ہند۔

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔

دستخط اے ایچ گرانٹ سیکریٹری حکومت ہند شعبہ خارجیہ و سیاسیات۔

• (تاریخ نجد و حجاز ص ۴۲۴ تا ۴۲۶)

نیز یہ معاہدہ کتاب "عالم اسلام پر سامراجیت کے بھیانک سائے"، مصنفہ قاری محمد میاں مظہری دہلوی چیف ایڈیٹر ماہنامہ "قاری" دہلی ص ۸۰ تا ۸۲ مرقوم ہے۔ نیز رسالہ "نجدی تحریک پر ایک نظر"، مرتبہ محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری،

مطبوعہ آفتاب برقی پریس امرتسر (انڈیا) تاریخ اشاعت ۳ جمادی الاوّل ۱۳۴۴ھ ہجری صـ۱۳ تا صـ۱۵ پر موجود ہے۔

جنگِ عظیم اوّل میں حکومت ترکیہ اور جرمنی کو شکست ہوئی۔ ترکوں کی شکست کے بعد برطانیہ، فرانس اور اٹلی کی مالی اور فوجی مدد سے ۱۹۲۴ء میں مکہ معظمہ پر اور ۱۹۲۵ء میں مدینہ منورہ اور جدہ پر قابض ہوجانے کے بعد نجدی سعودی قبیلہ نے ۱۹۲۶ء میں نجد و حجاز کی بادشاہت کا اعلان کردیا۔ اس کے بعد ابن عبدالوہاب شیخ نجدی اور سعودی بادشاہ نے مل کر عالم اسلام کے ہر فرمانروا کو خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور باتوں کے بعد ٹیپ کے بند کے طور پر یہ عبارت درج تھی "اللہ ایک ہے، اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر محمد کی تعریف کرنا یا ان کی تعظیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

•

# حرفِ آخر

گذشتہ صفحات میں فقیر نے حرمین طیبین پر موجودہ حکمران قبیلہ نجدی سعودیہ کے عقائدِ باطلہ اور شعائرِ اسلام اہلِ اسلام کے خلاف ان کے ظالمانہ و جابرانہ سیاہ کارناموں کے بارے میں تاریخی شواہد و حقائق کی روشنی میں جو کچھ

بالاختصار تحریر کیا ہے اس کے مطالعہ سے قارئین کافی حد تک اصل حقیقت سے واقف ہو چکے ہوں گے۔ تاہم جو حضرات اس باب میں مکمل تفصیل جاننا چاہیں وہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کے حقیقی بھائی حضرت شیخ سلیمان ابن عبدالوہاب علیہما الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف ”صواعق الالٰہیہ“ اور مفتی مکہ مکرمہ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمتہ کی تصنیف ”الدرر السنیہ“ اور حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہٗ کی شاندار تصنیف ”تاریخ نجد و حجاز“ اور فقیر راقم الحروف کی تالیف ”مکمل تاریخِ وہابیہ“ اور اس موضوع پر دیگر دستیاب کتب کا مطالعہ کریں۔

فقیر حقیر بعونہٖ تعالیٰ ثم بعون رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم آئندہ صفحات میں نجدی سعودیہ کی شایع کردہ تفسیر قرآن کے نام سے تحریفِ قرآن کی وضاحت اور ترجمہ و تفسیری تحریفات کی نشاندہی کر کے ان کی مکمل تردید کر دے گا تاکہ سیدھے سادے اور کم علم مسلمان نجدی وہابیوں کی گمراہ کن فریب کاریوں سے واقف ہو کر ان کے خیالاتِ فاسدہ و عقائدِ باطلہ سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں مسلمانانِ عالم کو اس فرقہ ضالہ کے دامِ ہمرنگِ زمین میں پھنس جانے سے بچائے۔

آمین یا ارحم الراحمین بجاہ لسیدنا و مولانا رحمتہ اللعالمین

مولای صلِّ وسلّم دائمًا ابدا علیٰ حبیبك خیر خلق کلهم

فقیر ابو الحسان قادری غفرلہٗ
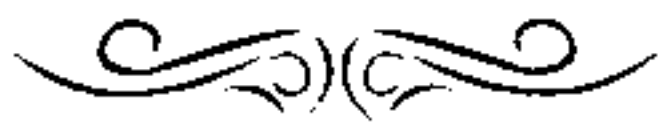
بسلسلۂ
ردِّ نجدیہ تفسیر
علمِ غیب

# علمِ غیب

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ آنکھ ناک کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل بداہۃً عقل میں آ سکے "مفردات القرآن" از امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے "یومنون بالغیب" غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔ غیب سے وہ تمام اشیاء اور حقائق مُراد ہیں جو انسانی حواس سے ماوراء ہیں اور بداہت عقل سے ان کا علم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خبر دینے سے ہی ان کا علم ہوتا ہے اور انہیں نہ ماننے کی وجہ سے انسان "مُلحد" (یعنی بے دین) ہو جاتا ہے۔ حاشیہ پر ہے "وھو قول جمہور المفسرین"۔ کما فی الروح۔ جمہور مفسرین قرآن کا قول یہی قول ہے۔

تفسیر رُوح البیان میں یومنون بالغیب کے تحت ہے "وھو ما غاب عن الحس والعقل غیبۃ کاملۃ بحیث لا یدرک بواحد منھا ابتداءً بطریق البداھۃ وھو قسمان قسم لا دلیل علیہ وھو الذی ارید بقولہ عندہ مفاتح الغیب وقسم نُصِبَ علیہ دلیل کالصانع وصفاتہ وھو المراد"۔

" غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو۔ اس طرح کہ کسی ذریعہ سے بھی ابتداً کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ قسم جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہی اس آیۃ سے مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی کُنجیاں ہیں۔ دوسری قسم وہ جس پر دلیل قائم ہو جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات

وہ ہی اس جگہ مُراد ہے۔"

نیز امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ قول الجمہور المفسرین الغیب هوالذی یکون غائبا من الحاسۃ۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص۲۱)

نیز امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "علم ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے۔ اس کا غیر کے لئے ہونا محال ہے۔ جو کوئی اس ذاتی علم میں سے کوئی بھی چیز اگرچہ وہ ایک ذرّہ سے بھی کم سے کم ہو غیر خُدا کے لئے مانے گا تو وہ یقیناً کافر و مُشرک ہے۔" (خالص الاعتقاد ص۲۱) نیز فرمایا معلوماتِ الٰہی کے لئے کسی مخلوق کا بالتفصیل تمام محیط ہونا شریعت میں بھی محال ہے تو عقل میں بھی۔ بلکہ اگر تمام جہان والوں کے اوّلین وآخرین سب کے تمام علوم کو جمع کیا تو ان کے علوم کو علمِ الٰہی سے اتنی نسبت بھی نہ ہوگی جتنی ایک قطرہ کے دس لاکھ حصّوں کے ایک حصّہ کو دس لاکھ سمندروں کے ساتھ۔"

(خالص الاعتقاد ص۱۵)

نیز فرمایا ہماری تقریر سے روشن اور چمکتی بات یہ ثابت ہوئی کہ تمام مخلوقات کے سارے علوم مل کر بھی علم الٰہی کے مساوی ہونا توکیا۔ مگر اس بات کا کسی مُسلمان کے دل میں وہم بھی نہ آئے گا۔" (خالص الاعتقاد ص۵) نیز فرماتے ہیں۔ "بصیرت کے اندھوں کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ علم الٰہی ذاتی۔ مخلوق کا علم عطائی۔ وہ واجب۔ یہ ممکن۔ وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق۔ یہ مخلوق ۔ وہ لامحدود۔ یہ محدود۔ وہ ضروری البقا۔ یہ جائز لفنا۔ وہ ممتنع التغیّر یہ ممکن التبدّل

اتنے فرق ہوتے بھی شرک کا احتمال کسی پاگل مجنون اور بے عقل کو ہی ہو سکتا ہے۔" (الدولۃ المکیہ)

# علم غیب کے متعلق عقیدہ اور علم غیب کے مراتب کا بیان

علم غیب کی تین صورتیں ہیں اور ان کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں
(از خالص الاعتقاد ص ۵)

(۱) اللہ عزوجل عالم بالذات ہے۔ اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔

(۲) حضور علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) حضور علیہ السلام کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے۔ حضرت آدم و خلیل علیہما السلام اور ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں۔ یہ تین باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔

۱۔ **قسم دوم:۔** اولیائے کرام کو بھی بالواسطہ انبیاء کرام سے کچھ علوم غیاب ملتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا۔ جو اس قسم دوم کا منکر ہے وہ گمراہ اور بدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔

**قسم سوم:۔** ۱۔ حضور علیہ السلام کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہوگی۔

۲۔ تمام گذشتہ اور آئندہ واقعات جو لوحِ محفوظ میں ہیں۔ ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا علم دیا گیا۔

۳۔ حضور علیہ السلام کو حقیقتِ روح اور قرآن کے سارے متشابہات کا علم دیا گیا۔

## علم کے منکر کے دعویٰ کے دلائل کے بارے میں ضروری تنبیہہ

جب علم غیب کا منکر اپنے دعویٰ پر دلائل قائم کرے تو چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (ازاحۃ الغیب صہ۴)

۱۔ وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنیٰ میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں۔ اور حدیث ہو تو متواتر ہو۔

۲۔ اس آیت یا حدیث سے علم کے عطا کی نفی ہو کہ ہم نے نہیں دیا۔ یا حضور علیہ السلام فرمادیں مجھ کو یہ علم نہیں دیا گیا۔

۳۔ صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم تو ہو مگر کسی مصلحت سے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ خدا ہی جانے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا علوم وغیرہ کافی نہیں کہ یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

۴۔ جس کے لئے علم کی نفی کی گئی ہو وہ واقعہ ہو اور قیامت تک کا ہو ورنہ

کُل صفاتِ الٰہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔

# تمام مخلوق کے علم کی علمِ الٰہی سے کچھ نسبت نہیں

نجدی وہابی کہتے ہیں کہ اہلِ سُنّت وجماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم ماکان ومایکون مان کر حضور کے علم کو اللہ کے علم کے مساوی ٹھہراتے ہیں لہٰذا مشرک ہیں۔ وہابیہ کا اس طرح کہنا ان کی قرآن وحدیث کے علم وفہم سے جہالت کی کھُلی دلیل ہے کہ یہ سفہاالاحلام خالق ومخلوق کی صفات میں فرق وامتیاز ہی سے لاعلم اور بے خبر ہیں۔

امام اہلسُنّت احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اگر تمام اوّلین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علمِ الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصّہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کے ساتھ ہے۔ اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہے؟" (ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اول صـ ۴۳)

علمِ غیب بالذات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ کفار اپنے معبودانِ باطل وغیرھم کے لئے مانتے تھے لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اُمورِ غیب پر انہیں اطلاع حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ " (پ ۴ رکوع ۹) "اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے"۔

نیز فرمایا۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ (پ ۲۹ ع ۱۲) "غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو"۔

یہاں " لایظھر غیبہ علی احدٍ" نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کہ اظہارِ غیب تو اولیاء کرام پر بھی ہوتا ہے۔ اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے بلکہ فرمایا "لایظھر علی غیبہ احدًا اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے کسی کو ظاہر و غالب و مسلّط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو"۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا قرآن سے صاف ظاہر ہے۔

خزائن العرفان میں ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝ (پ ۲۹ ع ۱۲) "غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر (یعنی اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے۔ خازن و بیضاوی وغیرہ) کسی کو مسلّط نہیں کرتا (یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشف تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو) سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے" تو انہیں غیوب پر مسلّط کرتا ہے۔ اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا

فرماتا ہے اور یہ علم غیب اُن کے لئے معجزہ ہوتا ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم بہ اعتبار کشف وانجلا اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا وارفع واعلیٰ ہے۔ اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں۔

معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔ وہ اولیاء کے لئے علم غیب کا قائل نہیں اس کا خیال باطل اور احادیث کثیرہ کے خلاف ہے اور اس آیت سے ان کا تمسک صحیح نہیں۔ بیان مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کردیا گیا ہے۔ سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرتضےٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے۔ جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضےٰ رسولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔" (خزائن العرفان)

## حضور کے علم غیب کے منکرین وہابیہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں

نجدی وہابی چونکہ خوارج الاصل ہیں۔ انہی کے اصول کے مطابق "قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب" اور "وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو" اور "ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء" آیات مقدسہ پیش کر کے محبوب خدا محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں حضور کے لئے علم غیب بعطاء الٰہی کو بھی شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہابیہ کا یہ انکار صریحاً قرآن و حدیث کا انکار ہے۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث سے علم غیب بہ عطائے الٰہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ۴ ع ۹) "اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے، ہاں چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے"۔ (تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے۔ اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کیا ہے۔

تفسیر "جلالین" میں ہے" والمعنیٰ۔ لا کن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علیٰ غیبہ"۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ "لیکن اللہ چن لیتا ہے یعنی دوسرے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند فرمالیتا ہے تو اسے اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے"۔

اور تفسیر روح البیان صر۱۳۲ جلد دوم مطبوعہ بیروت میں ہے۔

"فان غیب الحقائق والاحوال لا ینکشف بلا واسطۃ الرسول"

بلا شبہ اللہ تعالیٰ رسول کے واسطہ (ذریعہ) کے بغیر حقائق اور احوال کا غیب منکشف نہیں کرتا۔" نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" (پ۵ ع۱۴) "اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (امورِ دین و احکامِ شرع و علوم غیب۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔)

"اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے" کہ تمہیں ان نعمتوں کے ساتھ ممتاز کیا۔" (خزائن العرفان) اور تفسیر کبیر میں ہے ای من الاحکام والغیب" یعنی احکام اور غیب کے علوم آپ کو عطا فرمائے۔" نیز تفسیر مدارک التنزیل ص۲۵ جلد اوّل میں ہے" یعنی من الاحکام والشرع وامور الدین وقیل علّمك من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ علمك من خفیات الامور واطلعك علی ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنافقین وکیدھم من امور الدین والشرائع اومن خفیات الامور و ضمائر القلوب۔"

"یعنی شریعت کے احکام اور امور دین کا علم عطا کیا اور یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ تم کو علم غیب میں سے وہ باتیں سکھادیں جن کا تمہیں علم نہ تھا اور یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ تم کو پوشیدہ امور کا علم دے دیا۔ اور دلوں کے پوشیدہ رازوں پر مطلع کر دیا۔ اور منافقوں کے احوال اور ان کے

مکروفریب بتادیے. دین وشریعت کے امور سکھادیئے. چھپے امور اور دلوں کے بھیدوں کا علم دے دیا۔"

اور تفسیر مظہری میں ہے۔ "وعلمك العلوم بالاسرار والمغیبات" "آپ کو اسرار (پوشیدہ باتوں) اور مغیبات کے علوم عطا کردیئے"۔ تفسیر کشاف ۵۶۳ جلد اوّل میں ہے" من خفیات الامور وضمائر القلوب او من امور الدین والشرائع " "اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھپے امور اور دلوں کے پوشیدہ رازوں کا علم دیا یا امور دین اور شریعت کے احکام سکھائے"۔ اور تفسیر حسینی فارسی ۱۲۴ میں ہے" آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہٗ درشب اسرار بداں حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون یہ علم ماکان ومایکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) کا علم ہے کہ حق سبحانہٗ نے معراج کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو مجھے تمام گذشتہ وآئندہ واقعات کا علم حاصل ہو گیا۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" (پ ۲۷ ع ۱۱) "رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان۔ محمدؐ کو پیدا کیا۔ ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا"۔ انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور بیان

سے ماکان ومایکون کا بیان کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوّلین و آخرین کی خبریں دیتے تھے۔" (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔" خلق الانسان ای محمدا علیہ السلام علمہ البیان: یعنی بیان" ماکان ومایکون:" پیدا کیا۔ انسان کو یعنی محمد علیہ السلام کو اس کو بیان سکھایا یعنی ماکان ومایکون کا بیان" اور تفسیر خازن میں ہے۔" قیل اراد بالانسان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان ومایکون لانہٗ علیہ السلام نبأ عن خبر الاوّلین والآخرین وعن یوم الدین"۔ علمائے حق نے فرمایا" اللہ کی مُراد انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کو بیان سکھایا یعنی ماکان ومایکون کا بیان۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے اولین وآخرین کی خبریں دی ہیں۔ اور قیامت کے دن کی خبر دی ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وھذا لاینافی الآیات الدالۃ علیٰ انہٗ لایعلم الغیب الا اللہ وقولہ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المعنیٰ علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ لہٗ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ ص ۱۵۰)

" یعنی حضور کا علم غیب پر مطلع ہونا ان آیات کے خلاف نہیں ہوتا جن میں کہا گیا ہے کہ لا یعلم الغیب الا اللہ۔ کہ آیت میں علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔

لیکن باعلام اللہ غیب پر مطلع ہونا امر متحقق ہے۔ بقولہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ علامہ ابن حجر ھیتمی علیہ الرحمۃ فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۶۸ پر لکھتے ہیں وماذکرناہ فی الآیۃ صرح بہ النووی رحمۃ اللہ علیہ فی فتاویہ فقال معناھا لا یعلم ذالک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ "یعنی ہم نے اس آیت کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کی تصریح امام نووی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کے معنے یہ ہیں کہ مستقل طور پر اور کل معلومات کے احاطہ سے علم غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خزائن اللہ کے مالک و مختار ہیں

قال اللہ عزوجل۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (پ ۹ ع ۱۴)

"تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں" قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ "تم فرماؤ میں اپنی جان کے لئے بھلے برے کا خود مختار نہیں۔ لا حرف نفی ہے۔ املك

لنفسی ، مستثنیٰ منہ ہے۔ ''اِلّا'' حرف استثناء ہے ، ماشاء اللہ مستثنیٰ ہے۔ مستثنیٰ منہ میں حرف نفی سے جس چیز کی نفی کی جاتی ہے ''اِلّا'' سے اسی میں سے کچھ کا اثبات کیا جاتا ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوئے کہ '' میں نفع ونقصان کا مالک نہیں''۔ ہاں اس قدر کا مالک ہوں جس قدر کا اللہ تعالیٰ مالک بنا دے۔ اس آیتِ مُبارکہ سے فی الجملہ مالکیت کا ثبوت ہوگیا۔ یعنی مجھے نفع ونقصان کی ذاتی قدرت نہیں اِلّا ماشآء اللہ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع ونقصان کا مالک ہوں۔

تفسیر صاوی میں ہے۔ قولہ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰه۔ ای تملیکہٗ لی فانا املکہٗ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلا ماشآء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ میں ذاتی طور سے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے، مجھے مالک بنا دینے سے نفع ونقصان کا مالک ہوں۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں ذاتی قدرت کی نفی ہے۔ قدرتِ عطائی کی نفی نہیں ہے۔ مگر نجدیہ وہابیہ کو اللہ تعالیٰ کی یہ بات پسند نہیں کہ وہ اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ قدرت واختیار عطا کرے۔ اس لئے وہ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ کے مفہوم میں تحریف کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو مطلقًا بے اختیار ثابت کرنے کی خاطر قرآن مجید کی آیت اِلّا ماشآء اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اصولِ وہابیت کے تحت من گھڑت مطلب نکال کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ کہ حبیب رسول اللہ خود اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں تو کسی دوسرے کو کیا نفع ونقصان

پہنچا سکتے ہیں ؟ نعوذ باللہ من شرور الوہابیہ۔

یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ نجدی وہابی جو بزعم خود توحید کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں خود کو قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم سمجھتے ہیں لیکن مرض وہابیت کی وجہ سے قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کے ایسے من گھڑت مفاہیم و مطالب بیان کرتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ تعلیماتِ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہوتے ہیں بلکہ ان کے بیان کردہ مفاہیم و مطالب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن و حدیث باہم متصادم ہیں۔ یعنی قرآن کی آیات احادیث کی تردید کر رہی ہیں اور احادیث آیاتِ قرآن کو جھٹلا رہی ہیں۔ گویا اللہ اور رسول ایک دوسرے کی مخالفت کر رہے ہیں۔

مثلاً آیۂ مبارکہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ "اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اس سے وہابی یہ مطلب نکال لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خالی ہاتھ ہیں۔ جب اللہ نے ان کو اپنے خزانوں میں سے کچھ بھی نہیں دیا تو وہ کسی کو کیا دے سکتے ہیں ؟ اس کے برعکس سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (صحیح بخاری) "زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ (قبضہ اور اختیار) میں دے دی گئیں۔) نیز فرمایا۔ انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی (بخاری جلد ا صـ ۴۳۹) "بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور خزانچی ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے"۔

نیز فرمایا۔ وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (بخاری ص ۵۰۸ جلد اوّل اور صحیح مسلم ص ۲۵ جلد دوم)

"اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئیں" نیز فرمایا۔ فانی انا ابو القاسم اقسم بینکم (مسلم جلد ۲ ص ۲۰۶)

پس بلاشبہ میں ابو القاسم ہوں۔ تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ نیز فرمایا۔ ما اعطیکم ولا امنعکم انما انا قاسم اضع حیث امرت (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۳۹)

"میں نہ ذاتی طور پر تمہیں کچھ عطا فرماتا ہوں اور نہ ذاتی طور پر تم سے کچھ روکتا ہوں میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کسی کو کچھ دیتا یا روکتا ہوں"

ارشادات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے بعطائے الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں، حضور کے قبضہ تصرف میں ہیں۔ تمام مخلوق کو جو بھی نعمتیں مل رہی ہیں باذن الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہو رہی ہیں۔ یعنی ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

لیکن نجدی وہابی نہ صرف یہ کہ ان تمام صحیح احادیث کے منکر ہیں بلکہ ان صحیح احادیث کے مطابق عقیدہ و ایمان رکھنے والے تمام مسلمانوں کو مشرک کافر ٹھہراتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجدی وہابی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے مخالف ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ارشاد کے مطابق بے ایمان ہیں کہ فرمایا۔ لا یومن احدکم
حتیٰ یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ باب الاعتصام)
"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی
خواہش میرے لائے ہوئے (احکام اسلام) کے تابع نہ ہو" قرآن مجید سے
ثابت ہے کہ بہ عطائے الٰہی سرکار دو عالم

# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے مالک و مختار ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پ ۳۰) "اے محبوب
بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" کوثر سے مُراد
خیرِ کثیر ہے۔ اس میں حوض کوثر بھی شامل ہے" (صحیح بخاری)

تفسیر خازن میں ہے واصل الکوثر فَوْعَلٌ من الکثرت" اصل
کوثر کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے" تفسیر نسفی میں ہے ھو فوعل
من الکثرۃ وھو المفرط الکثرۃ "کوثر فوعل کے وزن پر ہے کثرت سے جس کے
معنے ہیں بہت زیادہ کثرت"

تفسیر جلالین میں ہے" انا اعطینٰک یا محمد الکوثر ھو نھر فی
الجنۃ ھو حوضہ ترد علیہ امتہ او الکوثر الخیر من النبوۃ والقرآن والشفاعۃ

ونحوھا" "یا محمد! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ یہ نہر ہے جنت میں اور آپ کا یہ حوض ہے جس پر آپ کی اُمت وارد ہوگی۔ یا کوثر خیر کثیر ہے نبوت سے اور قرآن سے اور شفاعت اور اسی طرح کی دوسری نعمتیں"۔

تفسیر صاوی میں کوثر کی تشریح میں پندرہ اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

السادس عشر الخیر الکثیر الدنیوی والاخروی وکل من ھٰذہ الاقوال تحقیق بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فوق ذالک مما لا یعلم غایتہ الا اللہ تعالیٰ۔ "سولھواں قول یہ ہے کہ کوثر سے مُراد دُنیوی اور اُخروی خیرِ کثیر ہے اور یہ تمام اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بالتحقیق ثابت ہیں۔ اور کوثر سے ان تمام چیزوں سے اور بھی زیادہ اُتنا کچھ مُراد ہے جس کی حدو انتہا اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا عطا فرمایا ہے کہ تمام مخلوق مل کر بھی اس کا اندازہ نہیں کرسکتی۔ اور یہ ساری دُنیا اور دُنیا کی تمام نعمتیں اس عطائے کوثر کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قُل متاع الدّنیا قلیل "تمام دنیا کا سارا ساز و سامان، وہ سب کچھ جو دُنیا میں ہے قلیل ہے"۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک کائنات بہ عطائے الٰہی ہونا اسی آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔ کہ اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو بہت ہی کثرت سے عطا فرمایا۔ جس میں یہ کائنات بھی شامل ہے۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

بے شک ہم نے آپ کو بہت کچھ بہت کثرت سے عطا فرمایا ہے۔ مگر منکرین وہابیہ نجدیہ کہتے ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول کو کچھ بھی عطا نہیں کیا۔ حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ من ہفوات النجدیۃ الوہابیہ۔

تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ قولہ

انا اعطینٰک الکوثر ای انا اعطیناک الکثیر فاعط انت الکثیر ولا تبخل۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد انا اعطینٰک الکوثر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو بہت کچھ کثرت سے عطا فرمایا۔ پس آپ کثرت سے (سوالیوں محتاجوں کو) عطا فرمائیں اور (عطا فرمانے میں) بخل نہ فرمائیں سبحان اللہ والحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان دیکھئے اور اکابرین امت علمائے حق مفسرین کی تفسیروں کو دیکھئے اور پھر نجدیہ وہابیہ کے واہی تباہی بیانات وہفوات بھی دیکھ لیجئے۔ ع

بہ بیں تفاوت رہ کز کجاست تا بکجا!

اب آپ چاہیں تو اللہ جل شانہٗ کے ارشادات اور مفسرین قرآن کے بیان کو تسلیم کرلیں یا سفہاء الاحلام، خوارج الاصل وہابیہ نجدیہ کی خرافات کو مان لیں۔ یہ آپ کے علم وفہم اور دانش اور سعادت وشقاوت پر منحصر ہے۔ تاہم حق بات یہ ہے کہ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہوسکتی ہے؟

# حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنتیوں اور جہنمیوں کو جانتے پہچانتے ہیں

عن عبد اللہ بن عمرو قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی یدیہ کتابان فقال اتدرون ما ھٰذان الکتابان قلنا لا یارسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنیٰ ھٰذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمالہ ھٰذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل النار واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا فقال اصحابہ ففیما العمل یارسول اللہ ان کان امر قد فرغ منہ فقال سددوا وقاربوا فان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اھل الجنۃ وان عمل ای عمل وان صاحب النار یختم لہ بعمل اھل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدیہ فنبذھما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ باب القدر)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں ۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں ؟ ہم نے عرض کی یارسول اللہ!

ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ آپ ہمیں خبر دیں تو آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں اہلِ جنّت اور ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان کے اخیر میں کل جمع کی میزان لکھی گئی ہے۔ اس میں ہرگز نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا۔ پھر آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی۔ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام مذکور ہیں۔ پھر اخیر میں کُل جمع کی میزان لکھی گئی ہے۔ بس اس میں نہ ہرگز زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! اگر انجام کار (کے لکھنے) سے فراغت ہو چکی ہے تو اب عمل کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا سیدھی راہ چلو اور میانہ روی اختیار کرو۔ کیونکہ جنّتی کا خاتمہ اعمالِ جنّت پر ہوگا۔ اگرچہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی عمل کرتا رہا اور دوزخی کا خاتمہ عمل دوزخ پر ہوگا۔ اگرچہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی عمل کرتا رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان کتابوں کو پھینک دیا۔ اور فرمایا تمہارا رب اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک جماعت جنّتی ہے اور ایک دوزخ میں جائے گی۔"

اس حدیث مبارک سے بالصراحت ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے سب آدمیوں کو

فرداً فرداً جانتے ہیں کہ تمام جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں ان کی ولدیت ان کے قبائل حتیٰ کہ ان کی تعداد سے بھی باخبر ہیں۔ اس لئے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

؎ تُو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

یعنی جو منکر وہابی نجدی، حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ما کان و ما یکون کا انکار کرتے ہیں۔ حضور کو علم غیب سے بے خبر جانتے ہیں وہ خود قرآن و حدیث سے بے خبر ہیں، جہالت و ضلالت کا شکار ہیں۔

(اعاذنا اللہ منہم)

# میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سألت ربی لامتی ان لا یھلکھا لسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال یا محمد انی اذا قضیت قضاءً فانہ لا یرد وانی اعطیتک لامتک ان لا اھلکم بسنۃ عامۃ ولا اسلط علیھم عدوا من

سِوىٰ انفسهم فيستبيح بيضتهم ولم اجتمع عليهم من با قطارها
او قال من بين اقطارها حتّٰی يكون بعضهم يهلك بعضها و
يسبى بعضهم بعضا هٰذا حديث حسن صحيح ۔

(جامع ترمذی مترجم جلد ۲ ص۳۷)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا، تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا عنقریب میری اُمّت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی، مجھے دو خزانے سُرخ اور سفید دئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اُمّت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ اور ان پر ان کے غیر سے دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے۔ میرے رب نے فرمایا۔ اے محمّد! جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں وہ رد نہیں ہوتا، میں نے تیری اُمّت کے بارے میں دُعا کو قبول کیا کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی اُن پر ان کے غیر سے دشمنوں کو مسلط کروں گا جو ان کو تباہ و برباد کر دیں۔ اگرچہ اطراف عالم سے یا اطراف کے درمیان سے تمام لوگ جمع (راوی کو شک ہے) ہو کر ان پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہ بعض بعض کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (یعنی باہم قتال ہوگا) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ف) حدیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ زمین کے مشارق و مغارب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منکشف تھے اور مستقبل میں ہونے والے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا تھا چنانچہ آپ نے خبر دی کہ آپ کی اُمت کہاں تک حکومت کرے گی۔ اور کس طرح ان میں باہمی جنگ و جدال ہوگا اور فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (مترجم)

## انسانوں سے درندے کلام کریں گے چابک کی رسّی اور جُوتے کا تسمہ گفتگو کرے گا

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ لا تقوم الساعۃ حتی تکلّم السباعُ الانس وحتی یکلم الرجل عذبت سوطہٖ وشراک نعلہٖ وتخبرہٗ فخذہٗ بما احدث اھلُہ بعدہٗ

(جامع ترمذی مترجم ص۳۹ جلد ۲)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور وجود میں آنے والے ان سائنسی و برقی آلات و ایجادات کا تفصیلاً علم حاصل ہے جن کا اس زمانے میں تصوّر تک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً گراموفون، ٹیلی ویژن، ٹیپ ریکارڈر، وڈیو، آڈیو، موی فلمز وغیرہ وغیرہ۔ نیز موجودہ دور سے آگے آنے والے زمانے کی اُن ایجادمیں

آنے والی چیزوں کا علم بھی حاصل ہے جن کا موجودہ دور کے سائنسدانوں کو علم ہونا تو درکنار وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن کی خبر عالم ماکان ومایکون مخبر صادق، اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یقینی طور پر بیان فرما چکے ہیں۔ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے، حتیٰ کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی اور جوتے کا تسمہ بھی گفتگو کرے گا۔ اور اس کی ران اسے بتادے گی کہ اس کے (گھر سے باہر جانے کے) بعد اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے دُنیا سے قیامت تک اور حشر و نشر کے احوال جانتے ہیں!

عن عمرو بن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتّٰی ظھرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتّٰی حضرت العصر فنزل فصلی ثم صعد المنبر حتّٰی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائنٌ الیٰ یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ المسلم (مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو ہم کو اُن تمام چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے۔ راوی نے فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں ان خبروں کو زیادہ یاد رکھنے والا تھا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات کا علم حاصل ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے انجام سے باخبر ہیں

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہم کو بدر والوں کے متعلق خبریں دینے لگے۔ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر بالامس یقول ھٰذا مصرع فلان غدًا ان شاء اللہ وھٰذا مصرع فلان غدًا ان شاء اللہ قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطؤ حدود التی حدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحدیث۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو

ایک دن پہلے کفار کی قتل گاہ دکھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ان شاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نشان دہی جنگ سے ایک دن پہلے کردی تھی۔ فرمایا تھا کہ کل ستر (۷۰) کفار مارے جائیں گے۔ یہاں فلاں یہاں فلاں قتل ہوکر گرے گا۔ اور جہاں جس کافر کے مارے جانے کی خبر دی اُسی جگہ وہ کافر مارا گیا۔ ایک انچ بھی اِدھر اُدھر آگے پیچھے نہ مرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہر ایک کے وقتِ موت جگۂ موت اور کیفیت کی خبر دی ہے کہ کون کب مرے گا کہاں مرے گا کیسے مرے گا کافر ہوکر مرے گا یا مومن ہوکر۔ یہ علم علومِ خمسہ میں سے ہے۔ (مرات شرح مشکوٰۃ)

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم ماکان ومایکون ہیں

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:۔ قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بداء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالك من حفظه ونسيه من نسيه (بخاری جلد اول ص۴۵۳)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے

ہونے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنّتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

## تمام دنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر ہے!

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اِنّ اللّٰہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا و ان اُمتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا (مسلم ص ۳۹)

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا اور عنقریب میری اُمّت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کہ زمین میرے لئے سمیٹی گئی۔"

## اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے غیوب، صاحبِ قرآن، جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مزید!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر علیھا والی ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفّی

ھذہ ۔ (طبرانی، مواہب اللدنیہ اور نسیم الریاض مطبوعہ مصر ص۲۰ جلد دوم)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ شرح مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:۔ ای اظھر وکشف لی الدنیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کی ہر چیز ظاہر فرمادی اور ہر بات کھول دی ہے۔ بس میں دنیا کی تمام چیزوں کو اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں واقعات وحالات ہونے والے ہیں سب کو اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جس طرح میں اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں:"

نیز فرمایا۔ انی فرطکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت بمفاتیح خزائن الارض۔ الحدیث۔
(بخاری جلد اول ص۵۰۸ و صحیح مسلم جلد دوم ص۲۵۰)

" میں (آخرت میں) تمہارے لئے سازوسامان اور تمہاری بہتری و آسائش کا انتظام کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں اب بھی حوض کوثر کو ملاحظہ فرما رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں:"

نیز فرمایا:۔ انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون (امام احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) بلاشبہ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے:"

نیز فرمایا:۔ عرضت علی اعمال امتی حسنھا وسیئھا۔ الحدیث

(صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ باب المساجد)

"مجھ پر میری اُمّت کے اچھے اور بُرے اعمال پیش کئے گئے۔"

یعنی تا قیامت میرا جو اُمّتی جو اچھا یا بُرا عمل کرے گا، وہ سب مجھے دکھائے گئے۔"

نیز فرمایا فعلمت ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ (الحدیث۔ دارمی

ترمذی۔ مشکوٰۃ باب المساجد)

تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا:

محدث علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۱ جلد دوم

میں فرماتے ہیں:" قال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوٰت بل و

ما فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای وما

جمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتھا کما افاد اخبارہ علیہ السلام عن

الثور والحوت الذین علیھما الارضون کلھا۔"

علامہ ابن حجر محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت

علم کی کھلی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وصحبہٖ وسلم کو

ساتوں آسمانوں بلکہ ان آسمانوں سے اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں

اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے کا علم کلّی عطا فرمایا۔

نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فتجلّی لی کل شیء

وعرفت۔ الحدیث (احمد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ) تو میرے لئے ہر چیز ظاہر

ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔"

یعنی عالم علوی۔ عالم سفلی۔ عالم غیب اور عالم شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر منکشف ہی نہ ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا۔ اس بات کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ "علم" اور "معرفت" میں بڑا فرق ہے۔ مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ آدمی بیٹھے ہیں۔ یہ "علم" ہے اور مجمع میں سے ہر آدمی کے فرداً فرداً سارے حالات سے واقف ہو جانا "معرفت" ہے۔

ثابت ہوا کہ حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری کائنات، تمام مخلوقات کی ہر شے کے عالم و عارف ہیں۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و اقتدار کا اعجاز!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدًا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم فضربہ برجلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان۔ (بخاری جلد اول ص ۵۱۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) کوہِ احد پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ ہلا۔ حضور نے ٹھوکر مار کر فرمایا۔ احد ٹھہر جا اس لئے کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

جبل اُحد نے بیک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو خود پر پایا تو وجد میں آکر جھوم اُٹھا۔ حضور نے اسے ٹھوکر مار کر حدِ ادب میں رہنے کی فہمایش فرمائی۔ اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کو شہادت پانے کی بشارت دی۔ اس سے واضح ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں کی عاقبت و انجام کا علم حاصل ہے۔ اور ساری مخلوق پر آپ حکمران و مقتدر ہیں۔

## علم ما فی الارحام و احوال المولود !

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے میری والدہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔ مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انک حامل بغلامٍ فاذا ولدتہ فأتینی بہ قالت یارسول اللہ انّی لی ذالک وقد تحالفت قریش ان لا یأتوا النساء قال ھو ما اخبرتُکِ قالت فلما ولدتُہ اتیتہ فاذّن فی اُذُنہ الیمنیٰ واقام فی الیُسریٰ والباہ من ریقہٖ وسمّاہ عبداللہ وقال اذھبی بابی الخلفاء فاخبرتُ العباس فأتاہُ فذکرلہ فقال ھو ما اخبرتھا ھٰذا ابوالخلفاء حتی یکون منھم السفاح حتی یکون منھم المھدیؒ (دلائل النبوۃ۔ الدولۃ المکیۃ ص ۱۵۳)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر گزری حضور نے فرمایا تو

حاملہ ہے اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اُسے میرے پاس لانا۔ اُم الفضل نے عرض کی یارسُول اللہ میرے حمل کہاں سے آیا؟ حالانکہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ وہ عورتوں کے پاس نہیں جائیں گے فرمایا بات وہی ہے جو میں نے تجھے خبر دی ہے۔ اُم الفضل نے کہا جب لڑکا پیدا ہوا میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی حضور نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنا لعابِ دہن اس کے مُنہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا خلفاء کے باپ کو لے جا۔ میں نے حضرت عباس سے حضور کا ارشاد بیان کیا وہ خدمتِ حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اُم الفضل نے ایسا کہا ہے۔ فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے اس سے کہی یہ خلیفوں کا باپ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سفاح ہوگا، یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔

## بھیڑیئے کی گواہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جآء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتٰی انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علٰی تل فاقعیٰ واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم

بما مضٰی وما ھو کائنٌ بعدکم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فاخبرہ واسلم وصدقہٗ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انھا امارات بین یدی الساعۃ قد اوشک الرجل ان یخرج فلا یرجع حتّٰی یحدثہٗ نعلاہ وسوتُہٗ بما احدث اھلہٗ بعدہ۔ رواہ فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ)

ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا۔ اُن میں سے ایک بکری پکڑی، اسے چرواہے نے تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا، وہاں بیٹھ گیا اور دُم دبالی۔ اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی، میں نے اُسے لیا۔ پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی۔ تو یہ شخص بولا، اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کررہا ہے۔ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں سے تم کو ساری گذشتہ اور تمہارے بعد ہونے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔ (یعنی تمام غیبی خبریں دے رہے ہیں۔ از آدم علیہ السلام تا قیامت ہر بات لوگوں کو بتا رہے ہیں۔)

وہ چرواہا یہودی تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ خبر سنائی۔ اور مسلمان ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ قیامت کے آگے کی نشانیاں ہیں۔ قریب ہے کہ ایک شخص (گھر سے) نکلے گا تو نہ

لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں"۔

یعنی قریب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جائے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں ان کے کام کیچ کر لیں گے۔ اس شخص کے آنے پر یہ دونوں سب کچھ بتادیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے۔ ٹیپ ریکارڈر وغیرہ ایجاد ہو چکے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو پندرہ سو سال بعد کی سائنسی ایجادات کا بھی تفصیلی علم حاصل ہے۔

## منکرین علم غیب منافقین کو حضور علیہ السلام کا جواب

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا "مجھے میری تمام اُمّت اپنی صورتوں کے ساتھ پیش کی گئی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا"۔ اس پر منافقین نے استہزاً کہا "محمّد کا یہ زعم ہے کہ جو لوگ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے وہ ان کے متعلق بھی جانتے ہیں کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون انکار کرے گا۔ حالانکہ ہم (منکرین علم غیب منافق) ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور ہمیں تو وہ پہچانتا نہیں"۔

ان کی اس بات پر حضور منبر پر جلوہ گر ہو گئے اور فرمایا۔ مابال اقوام

طعنوا فی علمی لا تسألونی عن شئ فیما بینکم و بین الساعۃ الا نبئتکم

بہ۔ "کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے علم پر طعن کرتے ہیں (اے منکرو) اب سے لے کر قیامت تک جس چیز سے متعلق مجھ سے سوال کرو۔ میں تمہیں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔" (تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل تفسیر بیضاوی، تفسیر قادری، تفسیر جامع البیان اور تفسیر حسینی وغیرھم)

نجدی وہابی جو حضور کے علمِ غیب کے منکر ہیں اپنے بارے میں غور کریں کہ وہ کون ہیں؟

## میرا باپ کون ہے۔ یا رسول اللہ!

عن ابی موسٰی قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اشیاء کرھہا فلما اکثر علیہ غضب ثم قال للناس سلونی عمّا شئتم۔ فقال رجل من ابی۔ قال ابوك حذافۃ۔ فقام اخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوك سالم مولٰی شیبۃ فلما راٰہ عمر ما فی وجھہ قال یا رسول اللہ انا نتوب الی اللہ عزوجل۔ (صحیح بخاری ص۲۰)

حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضور سے لوگوں نے کچھ ایسے سوال کئے جن سے حضور نے کراہت فرمائی۔ جب اس قسم کے سوال کثرت سے کئے گئے تو حضور جلال میں آ گئے اور فرمایا "اچھا جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔" ایک شخص نے کہا "میرا باپ کون ہے؟" حضور نے فرمایا،

تیرا باپ حذافہ ہے،" پھر دوسرا شخص اٹھا اس نے پوچھا اور میرا باپ کون ہے، یارسول اللہ۔ حضور نے فرمایا:" تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا آزاد کردہ غلام۔"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ پر آثار جلال و غضب دیکھے تو عرض کی "یارسول اللہ! ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔"
اندازہ لگائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کو بعطائے الٰہی کس قدر علوم غیب حاصل ہیں۔ کوئی شخص خواہ کتنا بڑا عالم محقق کیوں نہ ہو یقین و تحقیق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص فلاں کا واقعی بیٹا ہے۔ اور فلاں شخص فلاں کا واقعی باپ ہے۔

رحم مادر میں جس کا نطفہ ٹھہرا ہو وہ بچہ اسی کا بیٹا ہوتا ہے۔ کسی شخص کے بارے میں صرف اس کی ماں ہی جانتی ہے کہ وہ کس کے نطفہ سے ہے اور وہی بتا سکتی ہے کہ فلاں کا بیٹا ہے۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم غیب دیکھئے کہ جس بات کو صرف ماں ہی جانتی ہے۔ حضور اس بات کو بھی جانتے ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم!

•

# میں دجّال کے خلاف لڑنے والوں کے نام، ان کے باپ داداؤں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں شامی مسلمانوں اور رُومی کفار کی اس چار روزہ شدید جنگ کے حالات بالتفصیل بیان فرمائے جو قریب قیامت ہوگی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں رومی کفار بہت بڑی تعداد میں مار دیئے جائیں گے اور کفار کو شکست ہوگی اور مسلمان مجاہدین بھی بڑی تعداد میں شہید ہو جائیں گے۔ بقیہ غازی اپنے بچے کھچوں کو شمار کریں گے تو حالت یہ ہوگی کہ جس قبیلہ کے سو آدمی جہاد میں آئے تھے ان میں سے ایک بچا ہوگا۔ ننانوے شہید ہو چکے ہوں گے یعنی ایک فیصد بچے گا۔ دریں اثنا ایک چیخنے کی آواز آئے گی کہ دجّال ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا تو مسلمان سب کو چھوڑ چھاڑ کر ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ تاکہ اپنے بال بچوں کو دجال سے بچالیں اور دس سواروں کو دجال کی تحقیقات کے لئے بھیجیں گے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف اسمائھم واسماء ابائھم والوان خیولھم ھم خیر فوارس او من خیر فوارس علی ظھر الارض یومئذٍ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الملاحم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ان کے نام اور ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں، وہ لوگ اس دن روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے"۔

## حضور نے تاقیامت فتنہ گر پیشواؤں کے نام معہ ولدیت وقبیلہ بتا دیئے!

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ ما ترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلاث مأۃ فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

"اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ختم ہونے تک کے تمام فتنہ گر پیشواؤں کو جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں نہیں چھوڑا مگر ہم کو ان کے نام بتا دیئے۔ اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام"۔ یعنی فتنہ پیدا کرنے والے بڑے بڑے پیشواؤں کے نام بتا دیئے جن میں سے ہر ایک کے ماتحت ہزار ہا فتنہ گر ہوں گے۔ تمام عرب وعجم، مشرق و مغرب، شمال وجنوب کے فتنہ گر سب ہی بتا دیئے۔

نبی ہمارا خدا کا پیارا رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے
خدا کے اذن وعطا سے بے شک خبیر بھی ہے علیم بھی ہے

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلھم

بہ سلسلہ
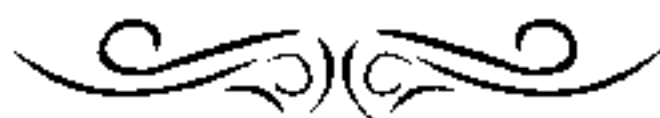
## ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ

# مقصود کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# نُورٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ہیں۔

اور ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں

•

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہٗ

(کھجور و۔ سندھ)

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفلِ کُن فکاں نہ ہوتی، اگر وہ شاہِ اُمم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
ہر اک سویدائے دل سے پیدا جھلک محمّد کے میم کی ہے
اگر وہ خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا

•

دیلمی نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا اللہ فرماتا ہے:۔ یا محمّد لولاك ماخلقت الجنّة ولولاك ماخلقت النّار وفی روایة ابن عساکر لولاك ماخلقت الدنیا (موضوعات کبیر صہ ۵۹)

"اے محمّد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنّت کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنّم کو پیدا نہ کرتا اور ابنِ عساکر کی روایت میں ہے اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

اور ابنِ عساکر نے یہ صحیح حدیث روایت کی خلقت الخلق لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندہ ولولاك ماخلقت الدنیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ذات کی قسم میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اسی لئے پیدا کیا
ہے تاکہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہنچوا دوں
اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (ابنِ عساکر خصائص
کبریٰ جلد اوّل صہ ۱۹۳)

یعنی اے میرے حبیب، اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا اور نہ
آخرت کو۔ دُنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے جب دار العمل نہ ہوتا تو
دار الجزا کہاں سے آتا؟ یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دُنیا ہوتی نہ آخرت تو
خُدا کا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنے ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم
نہ ہوتے تو میں اپنا خُدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم لولاك
لما اظهرت الربوبية "یعنی اگر آپ کو میں پیدا نہ کرتا تو میں اپنی ربوبیت
اپنے رب ہونے کا اظہار ہی نہ کرتا"

حضرت ملا علی قاری محدث علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں " اور یہ مسلّمہ حقیقت
ہے کہ آپ کا ظہور نہ ہوتا تو یہ افلاک و املاک کبھی نہ ہوتے پس آپ کی ذات
اس رحمتِ الہیہ کا کامل مظہر ہے جو ہر اس چیز کو محیط ہے جو اپنی ایجاد و تخلیق
اور ظہور و وجود میں آپ کی محتاج ہے۔ (شرح الشفاء جلد اوّل صہ ۳۸)

علامہ عمر بن احمد خرلوتی رحمتہ اللہ علیہ واقعۂ معراج کے تحت بیان فرماتے
ہیں کہ جب معراج کی شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر بارگاہِ الٰہی میں
سجدہ ریز ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ اے حبیب! انا وانت وماسوى

ذالك خلقتہ لاجلک " میں تیرا اور تو میرا مقصود ہے" باقی سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا ہے" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی۔ انا وانت و ماسوی ذالک ترکتہ لاجلک " میں تیرا ہوں تو میرا ہے باقی سب تیرے نام پر نثار کرتا ہوں" (عقیدۃ الشھدۃ ص۱)

# مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ رپ ۶ ع ۷ " بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"

حضرت ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ نے " شرح شفاء" میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ہی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات مظہر ذات مظہر احکام واخبار ہیں۔ لہٰذا یہ عطف تفسیری بھی ہو سکتا ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور ھو النبی صلے اللہ علیہ وسلم وکتاب قرآن مبین۔ من اللہ نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب قرآن مبین ہے۔"

اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں " سمی نورا لانہ اصل کل نور حسی ومعنوی (تفسیر صاوی) اللہ تعالیٰ نے حضور کو نور فرمایا اس لئے کہ آپ ہر نور حسی و معنوی کی اصل ہیں۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۳۲۹ طبع بیروت۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۱۶۰

طبع بیروت، تفسیر مظہری جلد۳ صہ ۶۸ تفسیر موضح القرآن صہ۱۰۱ میں یہی مضمون ہے۔ تفسیر وحیدی (از وحید الزمان غیر مقلد) میں ہے: "قیل المراد بالاول هوالرسول صلی الله علیه وسلم و بالثانی القرآن" علماء نے فرمایا اول سے مراد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سے مراد قرآن ہے۔ یعنی پہلے لفظ "نور" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسرے لفظ کتاب سے مراد قرآن ہے۔" اور ثناء اللہ غیر مقلد کی تفسیر ثنائی میں بھی اسی طرح رقم ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو نور کہا گیا ہے۔

**حدیث:** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بتائیے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے کیا بنایا؟ فرمایا: "یاجابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره" الحدیث بطوله۔ اے جابرؓ بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ الی آخر الحدیث۔ اس حدیث کو امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاد اور امام بخاری اور امام مسلم رضی اللہ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث حضرت عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف میں درج فرمایا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں اس کو روایت فرمایا اور حضرت امام قسطلانی شارح بخاری

مواھب الدنیہ میں اور امام محدث ابن حجر مکی "افضل القریٰ" اور علامہ زرقانی "شرح مواھب" اور علامہ دیار بکری "خمیس" اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوۃ" میں اس حدیث سے استناد فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دوسرے علماء کرام و محدثین نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا اور اس سے سند پکڑی، تو بے شک اور بلاشبہ یہ حدیث حسن صالح مقبول اور معتمد ہے۔ اس حدیث میں خود سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کو من نورہٖ فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ آپ "نُورٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ" ہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کا خاص جلوہ ہیں۔ یہ مِنْ تبعیضیہ نہیں بلکہ شرافت پر دلالت کرتا ہے جیسے نَفَخْتُ فیہ من رّوحی یا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے رُوْحٌ مِّنْہُ۔ فقیر کی اس بحث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ کہنے والے ماننے والے قرآن وحدیث کو تسلیم کرنے والے ہیں سچے مومن ہیں اور انکار کرنے والے نجدی وہابی قرآن وحدیث کے مخالف منکر ہیں صراطِ مستقیم سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے۔ اُمّتِ مرحومہ سے کٹے ہوئے ہیں۔

قد جاء کم من اللہ نورٌ کے معنے یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نورِ مطلق بن کر تشریف لائے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا نور ہیں جس کے ساتھ کوئی قید نہیں اور اس سے یہ واضح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

علی الاطلاق نور ہیں۔ ہدایت کا نور، علم کا نور، ایمان کا نور، جسم کا نور، جان کا نور، زمین کا نور، آسمان کا نور، عرش کا نور، فرش کا نور، لوح و قلم کا نور، ملائکہ کا نور، المختصر تمام مخلوق کا نور ہیں۔ تمام نوروں کا نور ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرمایا قد جاءکم من اللہ نور۔ نور عظیم۔ وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور عظیم ہیں صرف ہدایت کا نور نہیں بلکہ آپ نور الانوار ہیں۔ یعنی تمام نوروں کا نور ہیں اور وہ نوروں کا نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بلکہ بنفس نفیس خود نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام نوروں کا نور ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ص۸۷ مطبوعہ مصر)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت حقیقی اور جسمانی ہے آپ اعیان و معانی یعنی ذات و صفات دونوں کے جامع ہیں۔

## حضور علیہ السلام کی روح بحیثیت نور اللہ تعالیٰ کے حضور پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت روحہ نورًا بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالک النور وتسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القیٰ ذالک النور فی

صُلبہٖ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہُ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللہُ تعالٰی ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی ابوی فلم یلتقیا علی سفاح قطّ (الشفاءُ بتعریف حقوق المصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ، مؤلفہ قاضی عیاض من علماء القرآن السادس الھجری رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص۴۲ مطبوعہ مصر)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ السلام کی روح بحیثیت نور اللہ تعالٰی کے حضور پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتا تھا اور ملائکہ حضور کی تسبیح کی اتباع کرتے ہوئے تسبیح کرتے تھے۔ پس جب اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو اس کی صلب میں ودیعت فرمایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالٰی نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی صلب میں منتقل فرمایا اور پھر مجھے صلب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں منتقل کیا۔ پھر اللہ تعالٰی مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا حتٰی کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین (حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) تک تمام مرد و عورت بدکاری سے قطعاً محفوظ رہے۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اما آباء کرام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس ہمہ ایشاں از آدم تا عبداللہ طاہر و مطہر انداز دنس کفر و رجس شرک چنانکہ فرمود بیروں آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ" (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۹۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام حضرت آدم تا عبداللہ سب کے سب کفر کے میل اور شرک کی پلیدی سے پاک صاف ہیں جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اصلاب طاہرہ اور ارحام طاہرہ سے باہر آیا ہوں" یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور دادا نانا سب کے سب مومن موحد اور پرہیزگار تھے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں اور آپ کے آباؤ اجداد نار والے (جہنمی) ہوں؟۔

قال اللہ عزوجل:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ ع ۷)

" اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے" رحمۃ اللعالمین ہونا حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے" وماارسلنک فی حال من الاحوال الاحال کونک رحمۃ اوذارحمۃ اوراحمًالھم": ہم نے آپ کو رحمت ذا رحمت یا راحمًا للعالمین ہونے کے حال کے سوا اور کسی حال میں نہیں بھیجا۔ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت ہے" کوئی ہو جن ہو یا انس مومن یا

کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان لانے والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دُنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عاملہ شاملہ جامع محیط بر جمیع مقیدات رحمت بر غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیر ذالک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہاں سے افضل ہوں"

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کائنات کے ہر ذرّہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے" ورحمتی وسعت کل شیئ "" اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے" ثابت ہوا کہ کائنات کی ہر چیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کے لئے حاضر و ناظر ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے" وکونہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطۃ

الفیض الالٰھی علی الممکنات علیٰ حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل المخلوقات ففی الخبر اوّل ما خلق اللہ تعالیٰ نور نبیک یا جابر وجاء اللہ تعالیٰ ھو المعطی وانا القاسم والصوفیۃ قدّست اسرارھم فی ھٰذا الفصل کلام فوق ذالک"

"تمام جہانوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل ممکنات پر ان کی قابلیت و استعداد کے موافق فیضِ الٰہی کا واسطہ عظمٰی ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اوّل مخلوقات ہے۔ (کیونکہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے) حدیث شریف میں وارد ہے "اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا" اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیائے کرام قدست اسرارھم کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے"

نیز تفسیر عرائس البیان جلد دوم ص۵۲ پر ہے" وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ہ ایھا الفھیم ان اللہ سبحانہ اخبرنا ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوّل ما خلقہ فی الاوّل من جمیع خلقہ ثم خلق جمیع الخلائق من العرش الی الثری من بعض نورہ فارسالہ من العدم الی مشاھدۃ القدر رحمۃ الجمیع الخلائق اذ الجمیع صدر منہ فکونہ کون الخلق وکون سبب وجود الخلق وسبب رحمۃ اللہ علی جمیع الخلائق اذ ھو سبب وجود

الجمیع فھو رحمۃ کافیۃ وافھم ان جمیع الخلائق صورۃ مخلوقۃ مطروحۃ فی فضاء القدرۃ بلا روح حقیقۃ منتظر العقدوم محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم فاذا قدم فی العالم صار العالم حیا بوجودہٖ لانہ رُوح جمیع الخلائق قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ؎

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے"۔ اے صاحب فہم و خرد! اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کریمہ میں) ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا نُور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نُور کے ایک جزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا عدم سے مشاہدۂ قدم کی طرف ان (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلّم) کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے۔ کیونکہ (مصدرِ خلائق تو وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور ان ہی کے نُور سے ہے۔ لہٰذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے۔ اور ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا موجب ہے۔ اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے۔ اس لئے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں۔ لہٰذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہے۔ اور اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضاء قدرت میں تمام مخلوقات صورت مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روحِ حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھیں جب حضور

صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تشریف لائے تو عالم وجودِ محمدی سے زندہ ہو گیا اس لئے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔"

یہی مضمون تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۵۲۸ پر مرقوم ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ فرماتے ہیں "آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسرین سے نقل کی ہے اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ تمام افرادِ ممکنات کے ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رابطہ اور تعلق ہے جس کے بغیر وصولِ فیض ممکن نہیں۔ اور جب سب کا ربط حضور سے ہے تو حضور علیہ السلام کسی سے دور نہیں نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں۔ جب وہ رحمۃ اللعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روحِ مقدسہ سے خالی ہو جائے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہو کر روحِ کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرہ میں روحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے معرّیٰ ہو کر نہیں ہو سکتی، کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔" (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص ۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت حدیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ حقیقت محمدیہ ایک حقیقت ثابتہ ہے اور موجود خارجی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جوہر بسیط نورانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس پر قرآن و حدیث کے ارشادات حضور کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہیں جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث اگلے صفحات میں نقل کی جا رہی ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کو اپنی نظر مبارک سے ملاحظہ فرما رہے ہیں

قال اللہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ٥ (پ ۲۲ ع ۳)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب“۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماسوا دیگر اوصاف جمیلہ کے شاہد اور سراج منیر کی نورانی صفتوں سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو متصف قرار

دیا ہے۔ شاھدًا کے معنی حاضر و ناظر ہیں۔

مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ پر ہے "الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة امابالبصر او بالبصيرة" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بصارت یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہیں۔"

حضرت علامہ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (انا ارسلنك شاهدًا) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ما هم عليه من الهدى والضلال وتؤديها يوم القيامة اداءً مقبولا مالهم وما عليهم۔ (تفسیر ابو السعود جزو ۶ صفحہ ۷۹)

"اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں، یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں، تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے۔ اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا کی ہوئی ہوگی ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی اور ان تمام باتوں میں بھی جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔"

تفسیر بیضاوی شریف جلد دوم صفحہ ۱۹۷ مطبوعہ مصر میں ہے (شاھدًا) علیٰ من بعثت الیھم بتصدیقھم وتکذیبھم ونجاتھم وضلالھم نیز تفسیر مدارک التنزیل جلد ۳ ص ۲۳۵ پر ہے۔ (یاایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا) علیٰ من بعثت الیھم وتکذیبھم وتصدیقھم۔ اور تفسیر جلالین ص ۲۵۳ پر ہے "شاھدًا علیٰ من ارسلت الیھم"، تفسیر جمل جلد ۳ ص ۴۴۲ پر ہے (قولہ علیٰ من ارسلت علیھم) ای نترقب احوالھم وتشاھد اعمالھم وتتحمل الشھادۃ علیٰ ماصدر عنھم من التصدیق و التکذیب وسائر ماھم علیہ من الھدیٰ والضلال وتؤدیھا یوم القیامۃ اداءً مقبولاً فیمالھم وماعلیھم۔ اور تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۴۸۸ پر اسی قسم کی عبارت ہے۔ تفاسیر قرآن سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ان سب پر حاضر وناظر ہیں۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے

عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فُضِّلتُ علی الانبیاءِ بِسِتٍّ اُعطیتُ جوامع الکلم ونصرتُ بالرّعبِ اُحِلّتْ

لی المغانم (الغنائم) وجعلت لی الارض طھورًا ومسجدًا وارسلت الی الخلق کافۃ وخُتِم بِیَ النبیون (صحیح مسلم جلد ۱ ص۱۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم یعنی جامع الفاظ عطا کئے گئے۔ رعب سے مجھے نصرت دی گئی غنیمتیں میری لئے حلال کردی گئیں اور ساری زمین کو میرے لئے پاک اور مسجد بنا دیا گیا۔ اور مجھ کو ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ سے نبی ختم کر دیئے گئے یعنی میرے ذریعے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں لہٰذا ساری مخلوق پر شاہد اور حاضر و ناظر ہیں۔

لغتِ حدیث کی کتاب "مجمع بحار الانوار" جلد ۲ ص۲۲۱ پر ہے۔ "والشاھد من اسمائہ صلے اللہ علیہ وسلم لانہ یشھد یوم القیٰمۃ الانبیاء علی الامم بالتبلیغ ویشھد علی امتہ ویزکیھم اوھو بمعنی الشاھد للحال کانہ الناظر الیھا۔" شاھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے لئے ان امتوں کے خلاف اس امر کی گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اپنی اُمتوں کو پہنچا دیئے اور اپنی اُمت پر بھی گواہی دیں گے اور ان کا تزکیہ فرمائیں گے۔ یعنی یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میری اُمت جنہوں نے امم سابقہ پر گواہی دی ہے وہ گواہی دینے کے اہل ہیں اور ان

سے کوئی عمل ایسا سرزد نہیں ہوا جو ان کی عدالت کے منافی ہے اور جس کی وجہ
سے وہ گواہی کے اہل نہ رہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا شاہد الحال
ہونے کے معنی میں ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حال کا مشاہدہ فرما رہے
ہیں اور گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حال کی طرف ناظر ہیں اور اپنی ظاہری
آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر
بصیرت سے دیکھنا گویا کہ نظر بصر سے دیکھنا ہے''۔

پس واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام دُنیا نہیں بلکہ تمام
مخلوقات پر حاضر ہیں اور ان کو اپنی بصر یا بصیرت سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵
پر اپنے مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں '' و با چندیں اختلافات و کثرت
مذاہب کہ در علماء اُمت است کہ یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است
و براعمال اُمت حاضر و ناظر و مر طالبانِ حقیقت را و متوجہانِ آنحضرت را مفیض
و مربی است''۔

'' اور باوجود اس قدر اختلافات وکثرتِ مذاہب کے جو علماء اُمت
میں ہیں ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقتِ حیات کے ساتھ دائم و باقی
ہیں اور اعمال اُمت پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبانِ حقیقت اور اپنی طرف

متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں:۔ للّٰہ الحمد کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا تمام مخلوقات پر حاضر و ناظر ہونا قرآن مجید اور حدیث شریف سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا۔ نیز یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک تمام مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن نجدی وہابی چونکہ خوارج الاصل ہیں یہ لوگ تمام اُمّت کے متفقہ عقائد حقّہ کو شرک وکفر قرار دیتے ہیں اور شقیٔ ازلی ابنِ عبدالوہاب نجدی کے خلافِ اسلام عقائدِ باطلہ کو تسلیم کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ واضح رہے کہ نجدیت و وہابیت کا یہ فتنہ عظیمہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری سے قبل موجود نہیں تھا۔ اسی لئے شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (سن وفات سنہ ۱۰۵۲ھ) نے فرمایا کہ علماء اُمّت میں سے کسی کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتِ حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اعمالِ اُمّت پر حاضر و ناظر ہیں۔ الخ :۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (پ ۵ ع ۳) "تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمّت سے گواہ لائیں گے (اُس نبی کو اور وہ اپنی اُمّت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں گے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی اُمّتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں۔) اور تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے"۔ کہ تم نبی الانبیاء ہو اور سارا عالم تمہاری اُمّت (خزائن العرفان)

ثابت ہوا کہ سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے احوال و اعمال سے باخبر ہیں اور سب پر گواہ ہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی اُمتوں پر گواہ ہیں۔ ان کے ایمان و کفر و نفاق اور نیک و بد اعمال کی گواہی دینے والے ہیں اور سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سب انبیاء اور اُن کی اُمتوں پر بھی اور اپنی اُمتِ مرحومہ پر بھی گواہ ہیں یعنی ساری مخلوق پر گواہی دینے والے ہیں۔ اور تمام مخلوق آپ کی اُمت ہے۔ اور شاہد یعنی گواہ کے لئے ضروری ہے کہ موقعہ پر حاضر ہو۔ اور واقعہ کو دیکھنے والا ہو۔

مفردات امام راغب اصفہانی میں ہے " الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرۃ " یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ ہو" اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔

سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں۔ آپ کی رسالت عامہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ (پ ۱۸ ع ۱۶) " بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ (یعنی محمد مصطفٰے) پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو۔"

آیت مبارکہ میں حضور کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی

طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جن ہو یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمّتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ارسلت الی الخلق کافۃ (مشکوٰۃ) "مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور حضور تمام مخلوق پر گواہ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (پ ۲۶ ع ۹)

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (اپنی اُمت کے حال احوال کا تاکہ روزِ قیامت ان کی گواہی دو) اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔"

## اُمت کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوتے رہتے ہیں

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حیاتی خیر لکم تحدثون و یحدث لکم و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم۔ ما رأیت من خیر حمدت اللہ وما رأیت من شر استغفرت لکم۔ (شواھد الحق ص ۲۵۹)

یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حافظ الحدیث ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۴" پر فرمایا۔ اسے محدث بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے "معجزات" اور "خصائص الکبریٰ" میں اس کو صحیح فرمایا۔

اور اسی طرح امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کو صحیح قرار دیا۔ اور محدث مناوی علیہ الرحمۃ "فیض القدیر"، جلد ۳ ص۴۰۱ میں اس کی تصحیح فرمائی اور اسی طرح محدث امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح مواہب قسطلانی میں اس کی تصحیح فرمائی۔ اسی طرح محدث شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ نے شرح شفا قاضی عیاض جلد ۱ ص۱۰۳ میں اور اسی طرح محدث علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح الشفا جلد اول ص۱۰۲ میں صحیح فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس حدیث کو محدث حارث بن اسامہ علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی مُسند میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور محدث ابن حجر علیہ الرحمۃ نے "المطالب العالیہ" جلد ۴ ص۲۲ میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

ترجمہ: "میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم مجھ سے بات چیت کرتے ہو اور میری طرف سے تمہارے ساتھ بات چیت کی جاتی ہے (یعنی تم نئے نئے کام کرتے ہو اور مجھ سے احکام و مسائل پوچھ لیتے ہو اور میں تمہیں احکام و مسائل بتا دیتا ہوں) اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے رہیں گے، اچھے اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاؤں گا۔ (یعنی شکر کروں گا) اور بُرے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے دُعاءِ مغفرت کروں گا۔"

حضرت ابن المبارک محدث علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ہمیں قبیلہ منہال کے انصاری شخص ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے حدیث سُنائی کہ انہوں نے سعید ابن المسیّب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سُنا: " ایسا کوئی دن نہیں جو خالی جائے ہر روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن کی اُمت کے اعمال رات دن پیش کیے جاتے رہتے ہیں۔ پس آپ اپنے اُمتیوں کو پہچانتے ہیں اُن کے ناموں اور ان کے اعمال کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا فرمان شاہد ہے کہ فرمایا فکیف اذا جئنا من کل اُمّة بشهید وجئنا بک علیٰ ھٰؤلاءِ شهیداً۔ (منقول از " مفاہیم یجب ان تصحح" ص ۱۷۳ مؤلفہ استاذ العلماء الحرمین الشریفین محمد علوی مالکی مکی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور اکرم سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شک و شبہ حاضر و ناظر ہیں یہی عقیدہ سب مسلمانوں کا ہے۔ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حاضر و ناظر کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک کسی کی نظر دیکھتی ہے وہاں تک وہ ناظر ہے۔ ہم آسمان تک دیکھتے ہیں ہم آسمان تک ناظر ہیں مگر حاضر نہیں۔ جس جگہ تک کسی کی دسترس ہو کہ تصرف کر سکے وہاں تک وہ حاضر ہے۔ جس مکان میں ہم موجود ہیں وہاں حاضر ہیں کہ اسی جگہ ہماری پہنچ ہے اسی جگہ تک ہم تصرف کر سکتے ہیں۔ حاضر و ناظر کے شرعی معنے یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام جہان کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھے دُور و نزدیک کی آوازیں سُنے یا ایک آن میں تمام جہان کی سیر کرے اور سینکڑوں ہزاروں کوس دُور تک حاجت روائی مشکل کشائی کرے۔ خواہ یہ رفتار روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ یا اسی جسم سے ہو کسی جگہ بہ حیات موجود ہو یا قبر میں

مدفون ہو۔ انبیاء واولیاء کے لئے یہ سب امور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ اور مفسرین محدثین علماء حق کے ارشادات سے وضاحت اور تائید ہوتی ہے۔ (جاء الحق وزھق الباطل)

محبوب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے لئے مندرجہ بالا تمام اُمور قرآن وحدیث سے ثابت ہونے کے علاوہ حاضر وناظر ہونے کا ایک منفرد مخصوص مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے آپ کا نُور پیدا فرمایا۔ اور آپ کے نُور سے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا۔ آپ سارے جہان کی اصل ہیں۔ اور جہان کے جمیع افراد حضور کی فرع ہیں۔ عالم کا ذرّہ ذرّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت کی جلوہ گاہ ہے۔ جس طرح درخت کی ہر شاخ ہر پتے بلکہ اس کے ہر جزو میں اصل ہی کا ظہور ہوتا ہے، اسی طرح تمام جہانوں یعنی ماسوی اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی نورانیت اور روحانیت جلوہ گر ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے میرا نُور پیدا کیا

اور پھر میرے نُور سے تمام مخلوق کو بنایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت

یارسول اللہ بابی انت وامّی اخبرنی عن اوّل شئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل

الاشیاء۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی۔ آپ نے فرمایا۔ یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا شمس ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق قسم ذالک النور اربعۃ اجزاءٍ فخلق من الجزءِ الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاءٍ فخلق من الاول حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاءٍ فخلق من الاول السموٰت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاءِ الحدیث بطولہ۔

اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن و انس کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے حصے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے فرمائے پہلے حصے سے فرشتگانِ حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا فرمائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے حصہ سے

آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے جنّت و دوزخ بنائے پھر چوتھے کے چار حصّے فرمائے۔ الیٰ آخر الحدیث۔ اس حدیث کو امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث حضرت عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف میں درج فرمایا۔ اور امام بیہقی نے "دلائل النبوت" میں اس کو روایت فرمایا۔ اور حضرت امام قسطلانی شارح بخاری "مواھب الدنیہ" میں اور امام ابن حجر مکی "افضل القریٰ" اور علامہ زرقانی "شرح مواھب" اور علامہ دیار بکری "خمیس" اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوۃ" میں اس حدیث سے استناد فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور دوسرے علمائے کرام و محدثین نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا اور اس سے سند پکڑی تو بیشک و بلاشبہ یہ حدیث حسن صالح مقبول اور معتمد ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ کائنات کی ہر چیز نورِ رب العالمین رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورِ پاک سے معرضِ وجود میں آئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے و ماننے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور بہ جسدِ عنصری کائنات میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ آپ کی بشریت مطہرہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود

ہوتی ہے اسی طرح رُوحِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حقیقتِ منوّرہ ذرّاتِ عالم کے ہر حصّہ میں جاری وساری ہے۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری دنیا کو اور دُنیا میں تاقیامت ہونے والے تمام حالات وواقعات کو دیکھ رہے ہیں

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللّٰہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانّما انظر الیٰ کَفِّی ھٰذا۔ (شرح مواھب الدنیہ للزرقانی)

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دُنیا کو پیش فرما دیا، پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔" اس حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ شرح مواھب میں فرماتے ہیں "ای اظھر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا والیٰ ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہٖ اشارۃٌ الیٰ انّہٗ نظر حقیقۃٌ دُفِع بہٖ اِنّہٗ أرید بالنّظر العلم۔"

"ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام

چیزوں کا احاطہ کر لیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کہ ہم اپنے اس ہاتھ کو دیکھ رہے ہیں۔

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقتہً ملاحظہ فرمایا۔ یہ احتمال دفع ہو گیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

## حضور کا چہرہ سُورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مُبارک بیان کر رہے تھے۔ فقال رجل وجھُہٗ مثل السیف قال لا بل کان مثل الشمس والقمر وکان مستدیرًا۔ الحدیث۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہٖ فصل اوّل)

تو ایک آدمی بولا کہ حضور کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ (یعنی جیسے تلوار سفید اور چمکدار ہوتی ہے ایسے ہی حضور کا چہرۂ انور چمکدار تھا؟ چونکہ اس تشبیہہ میں دھوکا ہوتا تھا کہ تلوار کی طرح لمبا ہو۔ اس لئے اس کی تردید کر دی گئی۔) فرمایا نہیں بلکہ سُورج اور چاند جیسا تھا، قدرے گول یعنی چہرۂ انور مائل بہ گولائی تھا نہ بالکل گول نہ لمبا۔"

## میری ولادت کے وقت میری والدہ کے سامنے ایک نُور ظاہر ہوا۔

وعن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامۃ۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔ (یعنی ابھی ان میں روح پھونکی نہیں گئی تھی۔) میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں۔ میں دعائے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں بشارت عیسےٰ علیہ السلام ہوں۔ میں اپنی ماں (حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) کا وہ نظارا ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لئے شام کے محل چمک گئے۔

## حضور کے دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے دانت مبارک کشادہ تھے جب آپ گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔" اس کی شرح میں علامہ بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ای رءی شئی لہ صفاء یلمع کالنور یخرج من بین ثنایاہ و یحتمل ان یکون الکاف زائدۃ للتفخیم و یکون الخارج حینئذ نورًا حسیًّا معجزۃ لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وصحبہ وسلم" حدیث کے معنے یہ ہیں کہ نور کی طرح صاف شفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی، جو حضور کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ کالنور میں کاف زائد ہو جو تفخیم کے لئے بڑھا دیا گیا ہو۔ اس تقدیر پر نور حسی تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔"

اور حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں" وقال ابو ھریرۃ واذا ضحک صلی اللہ علیہ وسلم یتلألؤ فی الجدر رواہ البزار والبیھقی ای یضئ فی الجدر بضم الجیم والدال جمع جدار وھوالحائد ای یشرق نورہ علیھا اشراقًا کاشراق الشمس علیھا (مواھب الدنیہ جلد ا ط ۲۷)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے دیواروں میں چمک پڑتی تھی۔ اس حدیث کو حضرت بزار اور بیہقی نے روایت کیا ہے رحمۃ اللہ علیہما۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے نکلنے والے نور کی ضیاء (روشنی چمک) چاروں طرف کی دیواروں کو اس طرح روشن کر دیتی جس طرح سورج کی دھوپ کی روشنی چمکا دیتی روشن کر دیتی ہے۔"

## حضور کے چہرہ سے نور چمکا۔ مجھے اندھیرے میں گمشدہ سوئی مل گئی

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا۔ اس لئے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ حضور کے چہرۂ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی ظاہر ہو گئی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۱۳۳ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ اردو)

## حضور کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا

اخرج الطبرانی عن ابی قرصافۃ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وامی وخالتی فلما رجعنا قالت امی وخالتی یا بنی مارأینا مثل ھذا الرجل احسن وجھا ولا انقی ثوبا ولا الین کلاما ورأینا النور یخرج من فیہ (خصائص کبریٰ جلد آول ص۶۲)

امام طبرانی محدث رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں اور میری والدہ اور میری خالہ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، جب ہم واپس لوٹے، مجھ سے میری والدہ اور خالہ نے فرمایا۔ اے بیٹے! ہم نے حضور کے مثل حسین چہرے والا اور صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا کوئی نہ دیکھا۔ اور ہم نے دیکھا آپ کے منہ مبارک سے

نور نکلتا تھا۔

## حضور کا نور۔ سورج۔ چاند کی روشنی پر غالب رہتا تھا۔ آپ کا سایہ نہ تھا

عن جابر بن سمرة قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة اضحیان وعلیہ حُلّة حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فھو عندی احسن من القمر (شمائل ترمذی)

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ پر سُرخ رنگ کا دھاری دار حُلّہ تھا۔ میں حضور کو بھی دیکھتا اور چاند پر بھی نظر کرتا تو حضور میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔"

شیخ ابراہیم بیجوری محدّث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ وفی روایة فی عینی بدل عندی والتقیید بالعندیة فی الروایة الاولی لیس للتخصیص فانّ ذالک عند کل احد رأہ کذالک"۔ اور ایک روایت میں عندی کے بجائے فی عینی آیا ہے۔ اور پہلی روایت میں 'عندی' کی قید تخصیص کے لئے نہیں ہے۔ یعنی یہ مطلب نہیں کہ میرے نزدیک حضور چاند سے زیادہ حسین تھے بلکہ فی الواقع ہر دیکھنے والے کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے۔ اس کے بعد اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔" وانما کان صلی اللہ علیہ وسلم

احسن لانّ ضوءہٗ یغلب علٰی ضوء القمر بل وعلٰی ضوءِ الشمس ففی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی لم یکن لہٗ ظل ولم یقم مع شمس قطّ الا غلب ضوءہٗ علٰی ضوءِ الشمس ولم یقم مع سراج قطّ الا غلب ضوءہٗ علٰی ضوء السراج ؛

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین اس لئے تھے کہ حضور کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سُورج کی روشنی پر غالب رہتی تھی۔ کیونکہ حضرت ابنِ مُبارک اور علامہ ابنِ جوزی علیہما الرحمۃ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا سایہ نہ تھا اور حضور سُورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر حضور کی روشنی سُورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔" (المواھب الدنیہ علی الشمائل المحمدیہ صہ ۳۰)

بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہٖ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم قرآن مجید، حدیث شریف اور مفسرین ومحدثین کے ارشادات سے ثابت ہوا کہ حضورِ انور نُور، مِن نُور اللہ ہیں اور حضور کے نُور سے اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے ساری مخلوق بنائی۔ نیز بدلائل قاہرہ ثابت ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ مطلق ہیں، مقیّد نہیں۔ نُور ہدایت نُور ایمان۔ نُورِ جسم۔ نُور جان۔ نُور زمین۔ نُور آسمان۔ نُور عرش۔ نُور کرسی۔ نُور لوح وقلم۔ نُور عالم۔ نُور الانوار یعنی تمام نُوروں کا نُور آپ ہیں۔ آپ کی نورانیت حقیقی اور جسمانی۔ آپ اعیان ومعانی یعنی ذات وصفات دونوں کے جامع ہیں۔ والحمد للہ علٰی ذالک والصلوٰۃ والسلام علٰی

حبیبہ سیدنا محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لیکن جائے ماتم ہے کہ نجدی وہابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر خصائص و فضائل سے انکار کی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض اپنے جیسا بشر جانتے مانتے ہوئے آپ کی نورانیت کے بھی انکار پر قائم ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں اور اس پہ تیری یہ جرأتیں<br>
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدیؐ ؟ ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں